# پاکستان کسان مزدور تحریک

## نیوز لیٹر

**ایڈیٹوریل ٹیم :** علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جولائی تا دسمبر 2016 جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 2

## بول کے لب آزاد ہیں تیرے!

حقوق کے لیے آواز بلند کرنا اور لڑنا زندہ معاشرے کی سب سے اہم نشانی سمجھی جاتی ہے۔ حکمران طبقہ خصوصاً جاگیردار اور سرمایہ دار نے ہمیشہ سے ہی بلند ہوتی ہوئی آوازوں کو مختلف حربوں سے دبایا ہے۔ گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ ان آوازوں کو روکنے یا ختم کرنے کی کوششوں میں تیزی کے ساتھ جدت بھی آتی جارہی ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ جب جب عوامی آوازوں اور جدوجہد کو دبانے کی کوشش کی گئی، یہ آوازیں اور جدوجہد پھیلتی چلی گئیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) نے دسمبر، 2017، لاہور میں ہونے والے اپنے نویں سالانہ اجلاس کے موقع پر ان موضوعات کا انتخاب کیا جن پر انتہائی کم یا یکسر کوئی بات ہی نہیں کی جاتی، چاہے وہ لاپتہ افراد ہوں یا اقتصادی راہداری سے جڑے معاشی، سماجی اور ماحولیاتی اثرات، کام کی جگہ پر عورتوں کو جنسی حراساں کرنے کے واقعات ہو، زرعی مزدور عورتوں کا استحصال ہو یا گھریلو سطح پر صفائی اور دیگر کام کرنے والی عورت ملازمین کی کسمپرسی کے ساتھ دیگر تمام اہم موضوعات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔

مقررین نے مجموعی طور پر سماجی تنظیموں اور تحریکوں کے لیے تنگ ماحول پر تشویش کا اظہار کیا اور عوامی گروہوں کی یکجہتی پر زور دیا۔ بدلتے ہوئے سیاسی اور عوامی حالات کی ابتری اب تقاضہ کرتی ہے کہ جدوجہد کی نئی راہیں تلاش کی جائیں۔ آزادی سے لے کر اب تک لفظ ''ترقی'' عوام الناس کے لیے ایک خواب بن کر رہ گیا ہے جبکہ ترقی کے نام پر کسانوں سے بیج چھین لیا گیا اور اب زمینی قبضہ جاری ہے۔ کبھی بڑے بڑے ڈیموں، کبھی موٹر وے، کبھی اقتصادی زون اور کبھی اقتصادی راہداری کے نام پر کسانوں کی زرخیز زمین انتہائی اونے پونے اور بعض حالات میں زبردستی ہتھیائی جارہی ہے اور کسانوں کو احتجاج کا حق بھی نہیں دیا جارہا ہے۔ ان بڑے بڑے منصوبوں سے پاکستان کی پیداواری صنعت پر منفی اثرات کے ساتھ ساتھ بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور ماحولیاتی اثرات مرتب ہونے کے خدشات ہیں۔ خیال رہے کہ ''ترقیاتی منصوبے'' ایسے مقامات پر رائج کیے جارہے ہیں جو کہ قدرتی وسائل اور تنوع حیات سے مالا مال ہیں۔ ان منصوبوں میں استعمال ہونے والے بارودی مواد شدید تباہی کے ساتھ ماحولیات اور صحت کے لیے مہلک ثابت ہوں گے۔

پانی جو کہ کھیتی باڑی کے لیے لازم شئے ہے اسے بھی چھوٹے کاشتکاروں سے چھینا جارہا ہے اور دوسری طرف منافع کی لالچ میں جاگیردار خوراک کی فصلیں چھوڑ کر کیلے، آم اور دیگر نقد آور فصلیں اور باغات لگا رہے ہیں۔ کسانوں سے زمین چھین جانے کے نتیجہ میں نہ صرف ان کا روزگار متاثر ہورہا ہے بلکہ وہ خوراک کے شدید مسائل کا بھی شکار ہیں۔ یہاں تک کہ ان حالات کے نتیجے میں کسان اور مزدور اپنا گاؤں اور شہر ترک کرنے پر مجبور کردیے گئے ہیں۔

سامراجیت اور عالمگیریت کی اس دور میں حکمران اشرافیہ عوام بالخصوص کسان مزدوروں سے منظم ہونے اور حق کے لیے آواز اٹھانے جیسے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کے لیے کھل کر سامنے آچکی ہے۔ ایسے میں تمام کسان مزدوروں پر لازم ہے کہ وہ رنگ، نسل، مذہب اور جنس سے بالا تر ہو کر متحد ہو جائیں اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کریں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا بھرپور عزم ہے کہ کسانوں کے حقوق کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گی۔ چاہے وہ بیج کا کالا قانون ہو یا پلانٹ بریڈرز بل یا پھر حکومت پنجاب کی جانب سے بی ٹی کپاس کے فروغ کے لیے کاوشیں، پی کے ایم ٹی ان اہم موضوعات پر عوامی بیداری اور رابطہ کاری کے ساتھ ساتھ بھرپور جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔

**فہرست مضامین:**

- پی کے ایم ٹی کا نواں سالانہ اجلاس
- پی کے ایم ٹی خیبر پختون خوا کا سالانہ اجلاس
- پاکستان کے 70 سال اور کسان مزدور بے حال
- ترقی کے نام پر زمینی قبضہ
- جاگیرداری نظام:
- ٹنڈو محمد خان میں باغات
- نادرن بائی پاس منصوبہ، پشاور
- فصل کو بیماری اور حشرات سے ....
- پریس ریلیز
- بیج بینک
- پی کے ایم ٹی کے سبکدوش ہونے والے رابطہ کاروں کے تاثرات
- کسان میلہ: دیسی کھانوں کی نمائش کی جھلکیاں

**پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر** روٹس فار ایکوٹی **(Roots for Equity)** نے میزیریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکریٹریٹ: اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ ای میل: roots@super.net.pk

## پی کے ایم ٹی کا نواں سالانہ اجلاس، 2016

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا نواں سالانہ اجلاس 3-4 دسمبر، 2016 کو رینیول سینٹر، لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ نے ادا کیے جبکہ مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد انسانی حقوق کے لیے ابھرتی ہوئی سرگرم کارکن ہانی بلوچ کو مرکزی خطاب کی دعوت دی گئی۔

ہانی بلوچ نے اپنے خطاب میں پی کے ایم ٹی کے کارکنوں اور خصوصاً ڈاکٹر عذرا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یہاں دعوت دے کر ثابت کیا کہ انسانیت ابھی زندہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ”میں عبدلواحد بلوچ کی بیٹی ہوں۔ میرے بابا کو 26 جولائی، 2016 غائب کردیا گیا اور اب تک ان کا کوئی پتا نہیں۔ میرے بابا سول اسپتال کراچی میں ٹیلی فون آپریٹر ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں آپ کے بابا نے کیا جرم کیا ہے؟ میں یہی کہتی ہوں کہ میرے بابا فرشتوں سے بڑھ کر ہیں اور انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ وہ ہمیں پڑھانا چاہتے ہیں، وہ کتابوں کے عاشق ہیں، وہ خود کام پر پیدل جاتے تھے اور پیسے بچا کر ہماری تعلیم پر خرچ کرتے تھے، میرے بابا خود ایک مزدور تھے جو کسان مزدور کے خلاف ہونے والے ظلم پر ہمیشہ آواز اٹھاتے تھے، یہی میرے بابا کی غلطی تھی جس وجہ سے انہیں اٹھایا گیا۔ اگر میرے بابا نے کوئی جرم کیا ہے تو انہیں عدالت میں پیش کیا جائے۔ آج اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا جرم بن گیا ہے۔ ہمیں انصاف کے لیے بنائے گئے کسی ادارے سے انصاف نہیں مل رہا۔ ہم کیوں کہتے ہیں کہ انقلاب زندہ باد؟ اس کا مطلب تبدیلی ہے، اس کا مطلب حق کے لیے آواز ٹھانا ہے۔ میں پھر بھی مایوس نہیں ہوں۔ اگر ہم خاموش ہو گئے تو ہم ظالم سے بڑھ کر ہیں۔ میں اس ظلم کے خلاف آخری وقت تک لڑونگی“۔

ہانی بلوچ کے خطاب کے بعد چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے اور اس کے اثرات سے متعلق پہلے پینل کا آغاز ہوا۔ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے آغا اشرف نے کہا کہ ان کا تعلق بلوچستان سے ہے اور حقائق جاننے کے لیے ان علاقوں میں جائیں تو پتا چلے گا کہ سی پیک کیا ہے؟ ترقی، خوشحالی کا کوئی مخالف نہیں ہے، مگر ایسی خوشحالی جو مقامی آبادیوں کے روزگار چھین لے اسے کوئی پسند نہیں کرتا ہے۔ بلوچستان بھر سے گوادر جانے والی سڑک کے لیے کسانوں کو بے دخل کیا گیا۔ کیا ان حالات میں بلوچستان کو سی پیک قبول ہوگا؟ ایسی ترقی نہ بلوچوں کو قبول ہے، نہ سندھیوں، پنجابیوں اور نہ پٹھانوں کو قبول ہے۔ ہم اسی لیے لاہور آئیں ہیں کہ اپنی آواز ان تک پہنچائیں اور بتائیں بلوچستان میں ہانی بلوچ جیسی ہزاروں مثالیں ہیں۔ آج جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے کل پورے ملک میں بھی ہوسکتا ہے۔ غریب کے پاس کھانے کو نہیں ہے وہ سی پیک جیسے منصوبوں کا کیا کرے گا۔ بلوچ عوام صرف اپنے وسائل پر اختیار چاہتے ہیں، اسی طرح پنجاب کے وسائل پر پنجابیوں کا، سندھ کے وسائل پر سندھیوں کا اختیار ہو، پختون اپنے وسائل کے مالک ہیں اس پر ان ہی کا اختیار ہو۔

پہلے پینل بعنوان ”سی پیک منصوبے کے سیاسی اثرات“ پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی ہری پور کے رکن آصف خان نے سی پیک کے حوالے سے کہا کہ ذرائع ابلاغ میں بار بار کہا جاتا ہے کہ اس منصوبے سے ملک میں ترقی ہوگی، خوشحالی آئے گی اور ہماری نجات صرف سی پیک میں ہے۔ لیکن کیا ظلم، زیادتی اور استحصال کی بنیاد پر ہماری ترقی ممکن ہے؟

سی پیک منصوبے کے لیے راتوں رات لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کیا گیا اور حکومت نے زمین کی قیمت بھی اپنی مرضی سے مقرر کی ہے۔ انتہائی زرخیز اور سرسبز زمین جس کی قیمت منڈی میں بیس سے تیس لاکھ روپے فی کنال ہے وہی زمین چند ہزار روپے فی کنال کے حساب سے مقامی افراد سے حاصل کی گئی۔ زمین کا معاوضہ وصول کرنے کا سرکاری عمل اتنا مشکل تھا کہ مقامی آبادیوں کو اپنا حق لینے کے لیے بھی ہر موقع پر رشوت دینا پڑتی تھی۔ کسی کسان کو آسانی سے

زمین کا معاوضہ نہیں ملا۔

حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی نظر میں زراعت کے لیے جدید مشینری، جدید ٹیکنالوجی، وسائل کا بڑے پیمانے پر استعمال اور ان پر اختیار یہ سب ترقی کے معیار ہیں لیکن ہمارے لیے اس منصوبے سے خوراک میں کمی اور محتاجی ہوگی، بے روزگاری میں اضافہ ہوگا اور زرعی زمین کم ہوجائے گی۔ درختوں کی مزید کٹائی اور جنگلات کا خاتمہ ہوگا اور اس منصوبے سے بڑے تاجر، صنعت کار اور سرمایہ دار چھوٹے تاجر، صنعت کار پر حاوی ہو جائیں گے۔ جب ہماری منڈی میں غیرملکی اشیاء کی بھرمار ہوگی تو ہمارے کارخانوں میں بننے والی اشیاء کا کیا ہوگا اور ہمارے مزدور کہاں جائیں گے؟

سی پیک منصوبے کے سیاسی اثرات پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ چین اپنی تجارت یورپ سمیت پوری دنیا تک پھیلانا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لیے چین نے ایک نیا منصوبہ شروع کیا ہے جس کا نام ہے ''ون بیلٹ ون روڈ'' یعنی زمینی وسمندری راستہ۔ اس منصوبے کے تحت چین دنیا بھر میں چھ راہداریاں بنا رہا ہے جس میں سے ایک سی پیک ہے اور اسی منصوبے کے تحت چین 46 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کررہا ہے۔ چین ابھی اپنی ضرورت کا تیل سمندر کے راستے لاتا ہے جو اسے کافی دور پڑتا ہے، راستے میں امریکی دخل اندازی کا بھی سامنا ہے اور اس پر اخراجات بھی زیادہ آتے ہیں۔ سی پیک کے ذریعے چین پاکستان سے سڑک کے ذریعے تیل اور دیگر اشیاء کی تجارت کرنا چاہتا ہے جس سے اسے کافی فائدہ اور آسانی ہوگی۔ ان منصوبوں پر چین کے اپنے مزدور اور قیدی بھی کام کرتے ہیں۔ ایسے منصوبوں کی مدد سے چین اپنے عوام کے لیے روزگار اور اپنے سامان کے لیے منڈی تلاش کرتا ہے۔

امریکہ اپنی فوج پر 711 بلین ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ نیا امریکی صدر، سابق صدر بش کی طرح انتہا پسند ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اب جنگی جنون میں اضافہ ہوگا۔ چین 150 بلین ڈالر سالانہ اپنی فوج پر خرچ کرتا ہے لیکن لڑائی پر یقین نہیں رکھتا اور بہت سے ممالک کی مالی مدد کرکے انہیں اپنی طرف کرلیا ہے۔

اس وقت ملک بھر میں ہنگامی حالات ہیں۔ اس کی تین وجوہات ہیں مذہبی تفریق، لسانی ونسلی تفریق اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم۔ پاکستان میں آدھی زرعی زمین 90 فیصد چھوٹے کسانوں کے پاس ہیں جبکہ بقیہ آدھی زرعی زمین 10 فیصد جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے پاس ہے جس کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہورہا ہے۔ ہم چین کے ساتھ جائیں یا امریکہ کے ساتھ، نہ چین ہمارا دوست ہے نہ ہی امریکہ۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ ہم آپس میں ایک ہوجائیں، ہم اکیلے یہ جنگ نہیں لڑسکتے۔ ہم ایک طبقہ بن جائیں جو کسان اور مزدور ہے، اس میں ہمارے لیے بہت سے راستے ہیں۔ چین کی ایک اچھی بات ہے کہ وہ خونخوار جنگ نہیں کرتا، لیکن امریکہ نے ایسا کیا ہے، جس ملک میں گیا خون ضرور بہایا گیا۔ وسائل پر قبضہ چین بھی کرے گا کیوں کہ وہ بھی ایک سرمایہ دار ملک بن گیا ہے۔

اس کے بعد روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے پاکستان میں جاری زمینی قبضے پر کی جانے والی تحقیق کا اجراء کیا گیا۔ اس موقع پر مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے پاکستان میں زمینی قبضے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں بے زمینی ہے جس کی وجہ سے بھوک اور غربت بھی زیادہ ہے۔ اس تحقیق میں کسانوں کے مسائل پر بات کی گئی ہے، خصوصاً زمین پر غیرملکی کمپنیوں کے قبضے سے کسانوں پر کیا اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

دوسرے پینل بعنوان ''سلب ہوتی ہوئی آوازیں'' کے آغاز میں ڈاکٹر نوین حیدر نے عورتوں کو جنسی طور پر حراساں کیے جانے کے حوالے سے کہا کہ اس ضمن میں 2010 میں ایک قانون پاس ہوا یعنی کام کی جگہ پر عورت کو جنسی طور پر حراساں کیے جانے سے تحفظ کا قانون۔ حکومت نے کہا کہ یہ قانون ملک بھر میں ایک ساتھ اور فوری طور پر نافذ ہوگا۔ تمام ادارے اس قانون پر عمل کریں گے۔ قانون کے تحت ہر ادارے کی انتظامیہ ایک کمیٹی بنائے گی جس میں ایک عورت کا ہونا لازمی ہے، کسی بھی ادارے میں اگر کسی بھی عورت کو حراساں کیا جائے تو یہ کمیٹی اس واقعے کو دیکھے گی اور نوٹس کے پندرہ دن کے اندر کاروائی شروع ہو جائے گی اور جلد فیصلہ ہوگا۔ قانون تو موجود ہے مگر عمل کی جب بات ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟ میں خود اس رویے کا شکار ہوں، مجھے میرے ادارے جو کہ اس ملک کا ایک معتبر تعلیمی ادارہ ہے میں ایک بہت بڑے نام نہاد شاعر نے جنسی طور پر حراساں کیا۔ میں بہت کرب سے گزری اور جب انصاف بھی نہ ملے تو دکھ اور بڑھ جاتا ہے۔ میں نے یہ واقعہ اپنے ڈائریکٹر کو بتایا، وائس چانسلر کو بھی درخواست دی پندرہ دن بعد کمیٹی بنی ایک ماہ بعد پیشی ہوئی اور کیس سنا گیا، یہاں مجھے پتا چلا کہ عورت کیوں خاموش رہتی ہیں۔ عورتوں کو نوکری کا، معاشرے کا اور گھر والوں کا ڈر ہوتا ہے۔ بہت سی بچیاں اس طرح کے رویے کا شکار ہوچکی ہیں مگر وہ سامنے نہیں آنا چاہتی تھیں مگر ایک لڑکی نے ہمت کی اور کہا کہ یہ شخص مجھے بھی تنگ کرتا ہے جس کے خلاف میں نے درخواست دی تھی لیکن اس لڑکی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے اسی پر الزام لگا دیا گیا۔ میں جس ادارے میں 26 سال سے نوکری کررہی ہوں وہاں پر بھی میری سنوائی نہیں ہوئی۔ الٹا ہو یہ رہا ہے کہ اب کوشش کی جارہی ہے کہ سارا الزام مجھ پر ہی لگادیں کہ یہ عورت بری ہے تاکہ آئندہ کوئی بھی عورتوں کو حراساں کرنے کے خلاف نہ بول سکے۔ میری یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور ڈائریکٹر نے میری کوئی مدد نہیں کی اور اس شخص کو تحفظ دیا جس نے یہ غیر اخلاقی اور غیرقانونی حرکت کی۔ اب یہ مقدمہ محتسب کی عدالت میں ہے۔ آخر میں یہ کہنا

چاہوں گی کہ اللہ کرے یہ مقدمہ اچھا رخ اختیار کرے تا کہ ہماری عورتوں میں بولنے کا مزید حوصلہ پیدا ہو، اس میں شرم کی بات نہیں، شرم اس مرد کو آنی چاہیے جو یہ حرکت کرتا ہے اسے نہیں جو اس زیادتی کا شکار ہوتا ہے۔ ہم ظلم، جبر، ناانصافی کے خلاف جب تک آواز نہیں اٹھائیں گے تب تک ہمیں کامیابی نہیں مل سکتی۔

زرعی مزدور عورت کے زرعی پیداوار میں کردار کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فائزہ شاہد نے کہا کہ اقوام متحدہ کے ادارے، برائے خوراک کی و زراعت (FAO) کے مطابق زرعی ممالک میں 43 فیصد کسان مزدور عورتیں ہیں اور جنوبی ایشیا میں یہ شرح 60 فیصد ہے۔ پاکستان میں عورت کھیت میں بیج لگانے سے لے کر پیکنگ تک کا کام کرتی ہے، فصل کی کاشت اور کٹائی تک ان کا کام ختم نہیں ہوجاتا بلکہ کچھ فصلوں کی کٹائی یا چنائی کے بعد صفائی بھی عورت کرتی ہے۔ زرعی مزدور عورتوں کی اجرت کے حوالے سے پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے سندھ اور پنجاب میں کی گئی ایک تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ گندم کی فصل پر ایک عورت پنجاب میں تقریباً روزانہ دس گھنٹے اور سندھ میں نو گھنٹے کام کرتی ہے۔ جس کی ایک دن کی اجرت پنجاب میں تقریباً 230 روپے اور سندھ میں تقریباً 132 روپے ہے۔ سخت گرمی میں سارا دن کام کرنے کی یہ اجرت انتہائی کم ہے۔ عورتوں کو اجرت طے کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی زمیندار انہیں کام کے دوران کھانا دیتا ہے اور نہ ہی آمدورفت کی کوئی سہولت دی جاتی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اگر کوئی زمیندار بعض دفعہ عورتوں کو ٹھنڈا پانی پلائے تو اس کی قیمت بھی اجرت سے کاٹ لیتا ہے۔

گھریلو ملازم عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے رابعہ وسیم نے کہا کہ ہم محنت کش عورت کا نام لیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں کسی کارخانے میں کام کرنے والی یا کھیت میں کام کرنی والی عورت آتی ہے۔ ہمارے ذہن میں گھر میں کام کرنے والی عورت نہیں آتی، وہ عورت جو صبح سے شام تک گھروں میں کام کرتی ہے اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ تمام عورتیں غیر رسمی شعبے میں کام کرتی ہیں جس میں اجرت سمیت کچھ طے نہیں ہوتا اور ان عورتوں کو کوئی سہولت نہیں دی جاتی۔ گھریلو ملازمت میں مرد بھی شامل ہوتے ہیں جو باغبانی کرتے ہیں، ڈائیور، چوکیدار اور جانوروں کا خیال رکھنے کا کام کرتے ہیں۔ دنیا میں تقریباً پانچ کروڑ تیس لاکھ افراد گھریلو ملازمت کرتے ہیں جن میں 83 فیصد تعداد عورتوں کی ہے۔

کراچی میں کچی آبادی کی عورتیں بھی گھروں میں کام کرتی ہیں کچھ ایسی بھی ہیں جن کے علاقے کو بے موسمی بارشوں کی وجہ سے خالی کرایا جاتا ہے کیوں کہ ان کی آبادیاں اکثر برساتی نالوں پر کپڑے کی چادروں اور دیگر طریقوں سے بنائی جاتی ہیں۔ غریب دیہات میں موسمی بحران کا شکار ہو کر شہر میں آنے کے بعد بھی اسی طرح کی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ مگر حکومت ان کے لیے کچھ نہیں کرتی۔

تیسرے پینل بعنوان ''کسانوں کے خیالات اور تبصرے'' پر بات کرتے ہوئے مزدور رہنما جنید اعوان نے کہا کہ پاکستان میں مزدور تحریکیں زوال کا شکار ہیں۔ ایک سازش کے تحت این جی اوز نے مزدوروں کو بدعنوانی کی طرف راغب کیا اور انہیں غیر ملکی دورے اور مختلف مراعات دے کر تقسیم کیا گیا۔ میرا تعلق ریلوے مزدور یونین سے ہے۔ یہاں بھی سرمایہ دار چاہتا ہے کہ نجکاری ہو۔ ریلوے کے بہت سے اسکول پرائیوٹ ہو چکے ہیں۔ ریلوے کا ایک بہت بڑا اسکول پی ٹی آئی کے ایک نمائندے کی طرف سے چلائی جانے والی این جی او کو دے دیا گیا جس میں پندرہ سو سے زائد بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اب ریلوے کے ملازمین ہر ماہ فیس دے رہے ہیں۔ ہم مزدور ذات، مذہب، زبان کی بنیاد پر تقسیم ہیں اسی لیے ہمیں مار پڑ رہی ہے اور جب تک ہم ایک نہیں ہونگے یہ مار ہمیں پڑتی رہے گی۔

اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبے کے حوالے سے عوامی مزاحمت پر بات کرتے ہوئے نیلم حسین نے کہا کہ اس ملک میں بڑے بڑے منصوبے بنانے سے پہلے عوام سے مشاورت نہیں کی جاتی۔ عوام کی مرضی کے بغیر شروع کیے گئے منصوبے کے لیے شہریوں کی زمین، مکانات اور دکانوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے اور حکومت کہتی ہے کہ یہ منصوبہ غریبوں کے لیے ہے۔ اس منصوبے سے پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ بے گھر ہوں گے۔ منصوبے سے متاثر ہونے والوں کی بحالی کے لیے کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ عوامی حلقے احتجاج کر رہے ہیں۔

اقلیتوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ڈیوڈ رحمت نے کہا کہ میں

پی کے ایم ٹی کے قائدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے مزاحمت اور جدو جہد کا لمبا سفر شروع کیا۔ پاکستان میں 1970 میں مسیحی برادری تعصب کا شکار ہوئی اور اب تک جاری ہے۔ اس کے ساتھ ہندو، سکھ اور دیگر طبقوں کے خلاف بھی ناانصافیاں جاری ہیں اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پاکستان میں متعصّبانہ تعلیمی نظام ہے جس میں اقلیت کو برابری کی سطح پر تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ انہیں بھی دیگر بچوں کی طرح اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔ ریاست اقلیتوں کے لیے قانون تو بناتی ہے مگر عمل نہیں کرواتی۔ اقلیتوں کے خلاف جاری تشدد کے خلاف تمام مذاہب بشمول مسلمانوں کے اکھٹے ہوکر کاوش کرنے سے ہی اس میں کمی آسکتی ہے۔

عوامی تنظیموں کو درپیش مسائل پر بات کرتے ہوئے راجہ مجیب نے کہا کہ ڈیوڈ رحمت نے جو کہا میں اس سے متفق ہوں۔ اقلیت کے ساتھ ناروا سلوک ہے۔ ہم تو چھوٹی سی تنظیم ہیں اور چھوٹے سے گاؤں یا شہر میں کام کرتے ہیں جس کا بہت کم بجٹ ہوتا ہے، ہم کیا کرپشن کریں گے! مگر اس ملک میں یومیہ اربوں روپے کی کرپشن ہوتی ہے جو انہیں نظر نہیں آتی۔ عوامی تنظیم کے لیے بینک اکاؤنٹ کھلوانا اتنا مشکل ہے کہ دو دو سال لگ جاتے ہیں۔ ان سب حربوں کا مقصد یہ ہے کہ عوام حکومتی کاموں میں دخل نہ دیں اور حکومت کی مرضی جو چاہے کرے۔ ہم تو اپنے حق کی بات کرتے ہیں۔ حکومت سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ ان لوگوں کو برداشت نہیں کیا جاتا جو شعوری بیداری کا کام کرتے ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ لوگوں میں جرٔت پیدا ہو۔ یہ لوگ بہت کمزور ہیں اگر ہم اکھٹے ہو جائیں تو ان کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

چوتھے اور آخری پینل بعنوان ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے'' میں لال جان، بشیر، چوہدری اسلم، اصغر اور سونی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

## سالانہ اجلاس: دوسرے دن کی کارروائی

پی کے ایم ٹی کے نویں سالانہ اجلاس کے دوسرے دن صوبائی رابطہ کار کے پی کے طارق محمود نے گزشتہ سال کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جس کے بعد مرکزی کور گروپ کے فیصلے کے مطابق پدرشاہی کا شکار ہونے والی پی کے ایم ٹی کی پہلی خاتون مرکزی رابطہ کار وینا ارجن کو پی کے ایم ٹی ایوارڈ دیا گیا جو پختہ ارادے کی عورت تھیں اور آخری وقت تک سماج سے لڑتی رہیں اور اپنی جان دے دی۔ وینا ارجن کا ایوارڈ ان کی والدہ نے وصول کیا۔

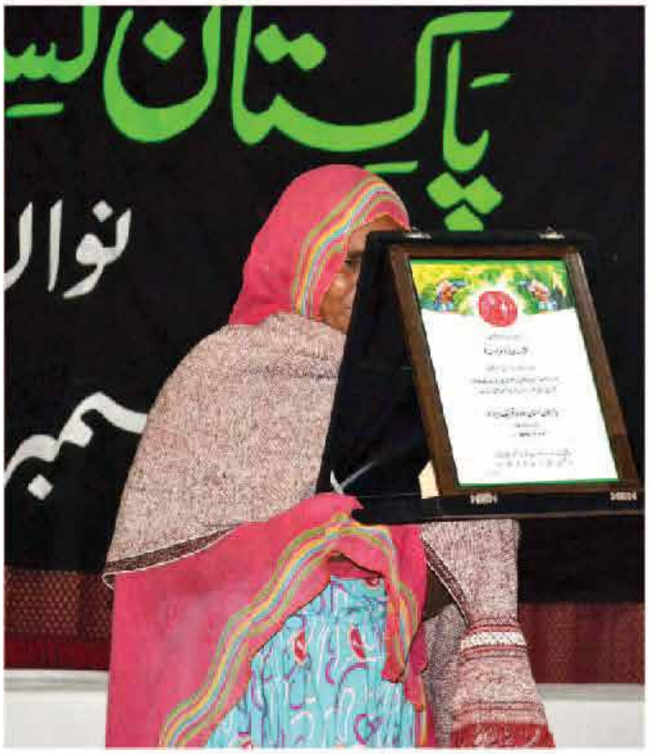

اس کے بعد معیاری بیج بینک قائم کرنے والے پی کے ایم ٹی کے منتخب کردہ چھ کسانوں کو اعزازی شیلڈ اور 5,000 روپے فی کس نقد انعام دیا گیا۔

ایوارڈ تقریب کے بعد پی کے ایم ٹی کے مرکزی، صوبائی اور ضلعی رابطہ کاروں کے چناؤ کے لیے مشاورت ہوئی اور متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداران کا چناؤ کیا گیا۔

مرکزی رابطہ کار: الطاف حسین
صوبائی رابطہ کار سندھ: علی نواز جلبانی
صوبائی رابطہ کار پنجاب: مقصود احمد
صوبائی رابطہ کار کے پی کے: فیاض احمد
اس کے بعد ضلعی رابطہ کاروں اور کسان مزدور عورتوں کو گندم اور چاول کے بیجوں کے تھیلے تحفے میں دیے گئے۔

## پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کا چوتھا سالانہ اجلاس

پاکستان کسان مزدور تحریک خیبر پختونخوا کا چوتھا سالانہ صوبائی اجلاس بعنوان ''زور بازو سے بدل دو زمانہ: پی کے ایم ٹی کے بڑھتے قدم'' مورخہ 21 جولائی، 2016 چکدرہ پریس کلب، ضلع لوئر دیر میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع ہری پور، مانسہرہ، پشاور اور دیر کے رابطہ کاروں اور ممبران کے ساتھ ساتھ سوات کے ساتھیوں سمیت تقریباً 130 لوگ شریک ہوئے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی ضلع دیر کے دیرینہ کارکن جناب الطاف حسین نے انجام دیے۔ ضلعی رابطہ کار بختیار زیب نے تمام اضلاع کے رابطہ کاروں، کسانوں اور دیگر شرکاء کو خوش آمدید کہا اور اجلاس میں شرکت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

اجلاس میں پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے تمام ضلعی رابطہ کاروں نے اپنے اضلاع کی رپورٹ پیش کی جس میں سال بھر کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ ضلعی رابطہ کار ہری پور فیاض احمد نے صوبے میں کسانوں کو زمینی قبضے کے حوالے سے درپیش مسائل کے بارے میں کہا کہ کسانوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنے کا عمل تیزی سے جاری ہے جیسے کہ ہری پور میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حطار اکنامک زون کے نام سے ایک بار پھر ہزاروں کنال زرعی زمین کسانوں سے زبردستی لی جارہی ہے اور پی کے ایم ٹی کسانوں سے مل کر زمین بچانے کے لیے جہدو جہد میں مصروف عمل ہے۔ ضلعی رپورٹ کے بعد طارق محمود نے صوبائی سطح پر ہونے والی سرگرمیوں کے حوالے سے تفصیلات پیش کیں اور پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ تحریک پورے ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی تحریک ہے جو زمین کی منصفانہ و مساویانہ تقسیم اور خوراک کی خودمختاری کے لیے کام کرتی ہے۔ تحریک اس وقت تین صوبوں میں کام کر رہی ہے اور اب ہم چوتھے صوبہ بلوچستان میں بھی جائیں گے۔ پی کے ایم ٹی این جی او نہیں بلکہ ایک تحریک ہے جس کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں۔ تحریک کارکنوں اور عوام کے ذریعے چلتی ہے اور اس کی جدوجہد طویل ہوتی ہے۔ تحریک نے پچھلے سات سال کے سفر میں بہت سے مسائل کے حل کے لیے جدوجہد کی ہے مثلاً بیج کے قانون کے خلاف اور عالمی تجارتی اداروں کے ہتھکنڈوں کے خلاف تحریک میں پیش پیش رہی ہے۔ پی کے ایم ٹی تربیتی پروگراموں کے علاوہ مزاحمتی پروگراموں میں بھی پیش پیش ہے۔

اجلاس میں مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے کہا کہ پورے ملک کی طرح ضلع دیر کے لوگ بھی بہت اچھے ہیں اور ان حالات میں ان کی مہمان نوازی پر انہیں سلام۔ پی کے ایم ٹی کسانوں کی سیاسی تحریک ہے جسے ہم سیاسی سوچ کے تحت بڑھا رہے ہیں کیونکہ اس ملک کی زیادہ آبادی کسانوں کی ہے اور زیادہ مسائل بھی کسانوں کے ہی ہیں۔ کسان جاگیرداروں کے قبضہ میں ہیں یا سرمایہ داروں کے ہتھکنڈوں میں آکر ذہنی طور پر مفلوج ہوگئے ہیں۔ سرمایہ داروں نے کسان کو خواب دکھائے کہ کسان خوشحال ہو جائیں گے، کسان کی زندگی تبدیل ہو جائے گی، لالچ دے کر کسان کو پھنسایا جس کی وجہ سے آج کسان کے یہ حالات ہیں۔ ہم نے ان سازشوں کو سمجھ کر ان سرمایہ داروں کے جال سے نکلنا ہے۔ کسان کے ساتھ سب سے بڑا دھوکا یہ ہوا کہ آج زمین کسان کے پاس نہیں ہے۔ پی کے ایم ٹی کا پہلا نعرہ یہی ہے کہ زمین کسان کو دی جائے۔ کسان خوراک اُگا رہا ہے، دن رات کام کر رہا ہے اس کے باوجود بھی بھوک کا شکار ہے، ہمارے ملک کے

ہزاروں بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔ ملک بھر میں کسان آبادیوں کو زمینوں سے بیدخل کیا جا رہا ہے جس کے خلاف پی کے ایم ٹی کھڑی ہوگئی ہے۔ تھر میں بھوک کے شکار بچوں کے لیے ہم نے احتجاج کیا، سیڈ ایکٹ کے خلاف کسی سیاسی جماعت نے آواز نہیں اٹھائی جنہیں ہم ووٹ دیتے ہیں۔ اس قانون کے خلاف پی کے ایم ٹی نے ہر ضلع میں احتجاج کیا ہے۔ بیج کسان کی ملکیت ہو اور زمین پر کسان کا حق، ایسا تب ہوگا جب جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہوگا جس کے لیے ہمیں اکھٹے ہو کر لڑنا ہوگا۔

پی کے ایم ٹی ضلع دیر کے دیرینہ ساتھی الطاف حسین نے اس موقع پر کہا کہ ''ہمارے علاقے میں واپڈا نے ایک سرکاری ٹیوب ویل کی بجلی منقطع کر دی کہ لوگ بل نہیں دے رہے۔ اس عمل پر ڈپٹی کمشنر سے بات کی گئی کہ ٹیوب ویل کی بجلی بحال کردی جائے لیکن ڈی سی نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ ہم نے کہا کہ ہم تمام کسان مزدور اوزاروں سمیت جن سے ہم کھیتوں میں کام کرتے ہیں آئیں گے اور سڑک بند کر دیں گے۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور ہمارا مسئلہ فوراً حل کر دیا گیا''۔

سیکریٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے موسمی تبدیلیوں کے حوالے سے کہا کہ ان تبدیلیوں سے کسانوں کا زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ مون سون کا موسم ہے لیکن یہاں بارشیں نہیں ہو رہیں، ملتان اور گھوٹکی میں بھی بارش نہیں ہوئی لیکن گلگت اور دیگر بالائی علاقوں میں اتنی زیادہ بارشیں ہوئیں جن کی وجہ سے ملتان اور گھوٹکی کے دیہاتوں میں سیلاب آیا اور فصلیں تباہ ہوئیں۔ سردی کے موسم میں سردی حد سے زیادہ ہوتی ہے اور گرمی کے موسم میں گرمی معمول سے زیادہ ہورہی ہے۔ موسمی تبدیلیوں کے نتیجے میں تھر میں طویل خشک سالی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں افراد بھوک سے مرجاتے ہیں۔ زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے برفانی پہاڑ پگھل رہے ہیں۔ یہ سب سرمایہ دارانہ نظام اور غیر پائیدار طرز زندگی کی وجہ سے ہے۔ اس نظام میں ایسی مشینیں ایجاد ہوئیں جو تیل، گیس، کوئلہ یا بجلی سے چلتی ہیں جس سے ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس خارج ہوتی ہے۔ اس گیس کو درخت اپنے اندر سموتے ہیں اور آکسیجن خارج کرتے ہیں۔ لیکن لکڑی مافیا نے درخت کاٹ دیے، پہاڑوں پر جنگل ختم کر دیے جس کا دنیا پر بہت برا اثر ہوا اور فطری توازن بگڑ گیا یہی وجہ ہے کہ زیادہ سیلاب اور دیگر قدرتی آفات آرہی ہیں۔ موسمی تبدیلی کے سب سے زیادہ ذمہ دار امریکہ، یورپ اور پہلی دنیا کے ممالک ہیں جو آبادی کا صرف 25 فیصد ہیں اور دنیا کے 75 فیصد وسائل استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ہمیں موسمی انصاف چاہیے، ایسا پیداواری طریقہ کار ہو جس سے ماحول کو نقصان نہ ہو، جس سے آبادی کو نقصان نہ ہو اور زراعت کسان اپنی مرضی سے کریں جس میں خوراک کی خودمختاری ہو۔

سوات کی سماجی تنظیم ''آئیڈیاز'' سے تعلق رکھنے والے ساتھی کشور خان نے کہا کسانوں کو اپنے مسائل سے چھٹکارا پانے کے لیے منظّم ہونا پڑے گا۔ سوات کے ساتھیوں نے ایک پلیٹ فارم بنایا ہے جو پائیدار زراعت پر کسانوں سے مل کر کام کر رہا ہے اور اپنا بیج بچانے کا کام کر رہا ہے تا کہ کمپنیوں کے زراعت پر قبضے کو روکا جا سکے۔

روٹس فار ایکوٹی کے محمد مجتبیٰ نے زمینی قبضے پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ''مجھے زمین پر بات کرنی ہے جس سے مجھے رزق مل رہا ہے، جس نے مجھے چھت فراہم کی، جس نے مجھے پانی فراہم کیا اور مرنے کے بعد بھی میں اس ہی میں چلا جاؤں گا''۔ اس زمین پر کسان کا حق ہے اور کسان صدیوں سے اس زمین کو آباد کررہا ہے لیکن اب پورے ملک میں کسانوں کی زمین پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ کا کہنا تھا کہ پورے ملک کے کسانوں کا حال ایک جیسا ہے اور پورے ملک کے کسان مشکل میں ہیں۔ ہمارے حکمران ہمارے مسائل کو کبھی حل نہیں کریں گے۔ سندھ کے عبوری رابطہ کار علی نواز جلبانی نے کسانوں کے مسائل بیان کرتے ہوئے کہا کہ صوبے میں کسانوں کے حالات بہت برے ہیں۔ کسانوں کے پاس زمین نہیں ہے جبکہ جاگیرداروں کے پاس بہت زیادہ زمین ہے اور اب یہی جاگیردار سرمایہ دار بھی بن گئے ہیں اور حکومت میں بھی شامل ہیں۔ اجلاس کے اختتام پر روٹس فار ایکوٹی کے نوید احمد نے بیج کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ بیج کسان کی صدیوں کی محنت کا صلہ ہے اور بیج کسان عورت کی محنت سے ایجاد ہوا۔ بیج پر کمپنیوں کا نہیں صرف کسان کا حق ہے۔

## پاکستان کے 70 سال اور کسان مزدور بے حال

چوہدری محمد اسلم

پاکستان بن گیا یہ آواز آج سے تقریباً 70 سال پہلے 14 اگست، 1947 کو فضا میں بلند ہوئی تھی۔ اس آواز سے یہاں رہنے والوں میں آزادی اور برابری کی ایک امید پیدا ہوگئی تھی کیونکہ پاکستان بنانے کا مقصد تھا کہ عوام کو مکمل مذہبی، ساجی اور معاشرتی آزادی حاصل ہو اور یہاں سب کے حقوق کا یکساں تحفظ ہو یعنی اس ریاست کے تمام شہری برابر ہوں گے۔ عوام کے شعور میں ہوگا، جہالت کا خاتمہ ہوگا، لوگوں کو روزگار ملے گا، تعلیم وصحت پر خصوصی توجہ دی جائے گی، عورتوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا غرض ریاست کے ہر شہری کو اس کا حق ملے گا۔

افسوس کہ 70 سال گزر جانے کے باوجود بھی وہ مقاصد جن کے لیے قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان حاصل کیا تھا، پورے نہیں ہوئے۔ ملک میں کہیں وڈیرہ شاہی ہے تو کہیں دہشت گردی کا خوف ہے۔ ٹیکس کی بھرمار ہے، نہ تو انصاف ہے اور نہ کوئی انصاف دلانے والا ہے، نہ مکمل آزادی ہے اور نہ ہی وسائل کی منصفانہ تقسیم، ہر طرف جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون رائج ہے۔ نہ ہی عورتوں کو ان کے حقوق ملے نہ ہی برابر صحت اور تعلیم جیسی بنیادی ضروریات دی جاتی ہیں اور نہ ہی روزگار کے مواقع میسر ہیں۔ 1947 سے لے کر آج تک کئی حکومتیں بدل چکی ہیں لیکن ملک کے حالات جوں کہ توں ہیں اور کسی بھی حکومت نے نہ ملک کے حالات بدلنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی اس طرف توجہ دی ہے۔ ظلم کی اس چکی میں پسنے والوں نے کئی بار اپنے حقوق کے حصول کے لیے اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش کی لیکن وڈیرہ شاہی اور افسر شاہی نے انہیں کچل کر رکھ دیا اور کسی نے ان آوازوں کی طرف توجہ نہ دی لیکن ملک عظیم کے اندر ایک تنظیم پاکستان کسان مزدور تحریک جو کسانوں اور مزدوروں کے حقوق کے لیے کوشاں ہے، اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ ان مظلوم آبادیوں کا دورہ کیا اور عوام کے مسائل جاننے کی کوشش کی۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے کچے کے علاقوں میں حالات کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے کسانوں اور مزدوروں کے حالات کا جائزہ لیا گیا۔

اس جائزے میں ملک بھر کے کسانوں کے مسائل سامنے آئے جدھر دیکھا کسان اور کسان مزدور ہی ظلم کا شکار تھے خصوصاً وہ علاقے جو دریا کے اندر ہوتے ہیں جسے کچے کا علاقہ کہا جاتا ہے، میں کسانوں کے مسائل بہت زیادہ گھمبیر ہیں۔ کچے کے علاقوں میں صوبہ پنجاب اور سندھ کے علاقے شامل ہیں جن میں ضلع ملتان کے گاؤں سامٹی اور بستی کنواں والی اور ضلع گھوٹکی کے گاؤں عبدالرزاق سبزوئی، اسماعیل چاچڑ اور گاؤں حبیب اللہ چاچڑ شامل خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام علاقہ جات دریائی حدود میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں رہنے والوں کے سروں پر ہر وقت موت منڈلاتی رہتی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ زمین کی غیر منصفانہ تقسیم ہے کیونکہ ان لوگوں کے پاس نہ تو اپنی زمین ہے اور نہ ہی اپنے گھر۔ یہ لوگ وڈیرہ شاہی کے ظلم کا شکار ہیں۔ ان علاقوں جاگیرداروں کی بہت بڑی جاگیریں ہیں جبکہ غریبوں کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ جہاں یہ رہتے ہیں وہاں نہ تو کوئی اسکول ہے اور نہ ہی ہسپتال حتیٰ کے زندگی کی کوئی بھی بنیادی سہولت انہیں میسر نہیں ہے۔ رہی سہی کسر سیلاب سے پوری ہوجاتی ہے۔ یہاں کے کسان جاگیرداروں سے مستاجری پر زمین لیتے ہیں جس کا معاوضہ انہیں زمین کاشت کرنے سے پہلے ادا کرنا پڑتا ہے۔ سخت محنت کے بعد جب فصل پک کر تیار ہوجاتی ہے تو سیلاب آجاتے ہیں اور ان کی فصلوں کو بہالے جاتے ہیں اور ان کسانوں کی مستاجری کے ساتھ ساتھ محنت اور بیج بھی ضائع ہوجاتا ہے اور نوبت فاقوں تک آجاتی ہے۔ اس کے برعکس پکے کے علاقے میں رہنے والوں کو تمام سہولتیں میسر ہیں ان کی زمینیں بھی اپنی ہیں اور گھر بھی۔ انہیں صحت وتعلیم کی سہولتیں بھی میسر ہیں۔ غریب کسان مزدوروں پر یہ یہ سب مصائب غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے ہیں کہ کسی کے پاس سب کچھ ہے اور کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ بقول شاعر

کسی کو مل جاتی ہیں رنگین بہاریں
کسی کو چمن بھی نہیں ملتا
کسی کی یاد میں بنتا ہے تاج محل
کسی کو کفن بھی نہیں ملتا

پاکستان بھر میں اس ناانصافی اور تفریق کو ختم کرنے کے لیے تمام کسانوں اور مزدوروں کو یکجا ہو کر اپنے حق کے لیے آواز بلند کرنا ہوگی تاکہ مظلوم عوام کو ان کا حق ملے اور وہ بھی آرام کی زندگی بسر کرسکیں۔ اس فرق کو ختم نہ کیا گیا تو امیر، امیرتر اور غریب، غریب تر ہوتا جائے گا۔ اس لیے ہمیں پاکستان کسان مزدور تحریک کے ساتھ مل کر ان آواز کو حکومتی سطح تک پہنچانا ہوگا۔ ہم سب کا ایک ہی نعرہ ہے۔ ساڈا حق ایتھے رکھ!!!

## ترقی کے نام پر زمینی قبضہ

تحریر: طارق محمود

عالمی سطح پر زمینی قبضے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ معاشی طور پر امیر سرمایہ دار ممالک تیسری دنیا کے ممالک کی زمینوں کو اپنے مضموم مقاصد کے لیے ان ممالک کی اشرافیہ کے گٹھ جوڑ سے ہتھیانے میں مصروف ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ تیسری دنیا کے عوام شدید بھوک وغربت کا شکار ہیں اور خوراک کے حصول کے لیے زمین ان کی بنیادی ضرورت اور ان کا حق ہے، یہ امیر ممالک اپنے مفادات کے لیے

زمینوں پر قبضہ کررہے ہیں اور یوں تیسری دنیا کے ممالک میں عوام زمین سے مزید محروم ہوکر شدید بھوک و افلاس کی دلدل میں دھنستے جارہے ہیں۔

پاکستان میں 2001 میں کارپوریٹ فارمنگ آرڈیننس کے تحت کسانوں کا معاش ختم کرنے کی سازش شروع ہوئی جو تاحال جاری ہے۔ بیرونی سرمایہ کاروں کو زمین پر قبضے کا حق دیا گیا جو کہیں کارپوریٹ ایگری کلچر اور کہیں اسپشل اکنامک زون کے نام پر جاری ہے۔ صدیوں سے آباد کسانوں کو بیدخل کرکے سونا اگلنے والی زمینیں سرمایہ داروں کے حوالے کی گئیں۔ خیبر پختونخوا میں ہری پور کی میدانی علاقے پر مشتمل یونین کونسل حطار کی زمین انتہائی زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ ہزاروں افراد کے لیے ذریعہ معاش تھی، مگر 2008 میں 3,400 کنال زمین چائنا اکنامک زون کے نام پر اونے پونے داموں کسانوں سے ہتھیالی گئی جس کے نتیجے میں ہزاروں کسان بے روزگار اور بے گھر ہوئے۔ 2016 میں ایک بار پھر حطار میں صوبائی حکومت کی جانب سے اکنامک زون کے نام پر مزید 1,000 ایکڑ زمین ہتھیانے کا نوٹیفیکیشن جاری ہوا۔ اس دفعہ یونین کونسل حطار کے علاوہ یونین کونسل بریلہ اور سریا کی زرعی زمین ہتھیانے کا منصوبہ بنایا گیا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک نے اس سے پہلے بھی ہری پور میں زمینی قبضے کے خلاف بھرپور جدوجہد کی تھی اور زمینی قبضے پر تحقیق بھی کی گئی تھی۔ ایک بار پھر پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں کو منظم کرنے اور زمینی قبضے کے خلاف کسانوں کے ساتھ مل کر بھرپور مزاحمت میں مصروف عمل ہے۔ اس سلسلے میں کسان کمیٹی کے ساتھ مل کر ویلیج کونسل، تحصیل وضلع کونسل کے نمائندوں سے ملاقاتیں کی گئیں اور ان کونسلوں میں زمینی قبضے کے خلاف قرار دادیں منظور کروائی گئیں۔ اس کے علاوہ ضلعی انتظامیہ، صوبائی وقومی اسمبلی کے اراکین سے ملاقات کرکے مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔

پی کے ایم ٹی اور کسان کمیٹی نے مل کر بریلہ کے مقام پر 14 اگست، 2016 کو ایک احتجاجی ریلی منعقد کی جس میں سینکڑوں کسانوں کے علاوہ رکن صوبائی اسمبلی گوہر نواز خان، ویلیج اور تحصیل کونسلز کے ارکان نے بھی شرکت کی۔ ریلی پنڈ منیم چوک سے بانڈی گلولنک روڈ تا واپسی بانڈی گلولنک روڈ سے پنڈ منیم چوک پر ختم ہوئی۔ ریلی کے اختتام پر شرکاء سے رکن صوبائی اسمبلی گوہر نواز خان، کنوینئر کسان کمیٹی شوکت خان، تحصیل ممبر زاہد خان اور پی کے ایم ٹی کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے خطاب کیا۔ اس موقع پر گوہر نواز خان نے کہا کہ انہوں نے پہلے بھی نوٹیفیکیشن واپس لینے کا مطالبہ کیا تھا، اس کو ختم کرایا اور اب بھی اس نوٹیفیکیشن کو ختم کرنے میں بھرپور کردار ادا کرینگے اور صوبائی اسمبلی میں یہ مسئلہ اٹھائیں گے۔ کسانوں کے لیے اگر انہیں اسمبلی کی رکنیت بھی چھوڑنی پڑی تو وہ چھوڑ دیں گے۔ گوہر نواز خان نے سرحد ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو خبردار کیا کہ زمین کسانوں کا حق ہے ان سے یہ حق نہ چھینا جائے بصورت دیگر بڑے پیمانے پر خون خرابہ ہوگا۔ کسان زمین کسی صورت نہیں دیں گے۔ اس موقع پر کنوینئر کسان کمیٹی شوکت خان نے کہا کہ اس سے پہلے بھی حطار کے کسانوں کے روزگار پر شب خون مارا گیا اور اب مزید ایک ہزار ایکڑ زمین پر قبضہ سراسر ظلم ہے جو کسان کسی صورت نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے پی کے ایم ٹی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی زمین کے لیے ہر سطح پر لڑنے کا اعلان کیا اور کسانوں کی جدوجہد کو منظم اور مضبوط کرنے کا اعادہ کیا۔ انہوں نے حکومت وقت پر زور دیا کہ کسان انتہائی کسمپرسی کی زندگی بسر کررہے ہیں اور اس نوٹیفیکیشن سے ذہنی تناؤ کا شکار ہیں لہذا کسانوں کے روزگار کے روزگار کے تحفظ کے لیے اور ان کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے نوٹیفیکیشن واپس لیا جائے۔ تحصیل ممبر زاہد خان نے کہا کہ ہم تمام ممبران ضلع کونسل، تحصیل کونسل، ویلیج کونسل، ناظمین کسانوں کے ساتھ ہیں اور بھرپور جدوجہد کریں گے۔ اپنے حق کے لیے جہاں تک جانا پڑا ہم جائیں گے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے خطاب میں پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ پاکستان بھر کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کا ایک سیاسی پلیٹ فارم ہے جو پائیدار زراعت اور زمین کی منصفانہ و مساویانہ تقسیم کے لیے اور زمینی قبضے کے خلاف بھرپور مزاحمت کررہی ہے۔ پی کے ایم ٹی کا مقصد پاکستان بھر میں کسان آبادیوں کو منظم اور باشعور بنا کر عملی مزاحمت اور جدوجہد کرنا ہے جس کے نتیجے میں پاکستان کی سب سے بڑی آبادی کسان اور مزدور برابری کی بنیاد پر اپنے حقوق حاصل کرتے ہوئے خوشحال زندگی بسر کرسکیں۔ طارق محمود نے حطار اور گرد و نواح میں زمینی قبضے کی مزمت کرتے ہوئے زمین کے حصول کے لیے جاری کردہ سرکاری نوٹیفیکیشن مسترد کردیا۔ انہوں نے کسانوں اور کسان کمیٹی کو پی کے ایم ٹی کی طرف سے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرواتے ہوئے انہیں دعوت دی کہ وہ بھی پی کے ایم ٹی کے رکن بنیں اور ملک بھر میں ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کریں۔ پی کے ایم ٹی ہر سطح پر کسان کمیٹی کے شانہ بشانہ کام کرے گی تاہم کسانوں نے اس جدوجہد کی قیادت خود کرنی ہے اور اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کا فیصلہ کرنا ہے۔

## جاگیرداری نظام: کسانوں پر پانی بند

تحریر: سلیم کمار

ہم نے سنا تھا مصیبتیں اور آفات قدرت کی طرف سے آتی ہیں لیکن ہمارے ضلع ٹنڈو محمد خان کی یونین کونسل شیخ بھرکیو میں 8 جون، 2016 سے جو آفت شروع ہوئی وہ یہاں کے جاگیرداروں کی پیدا کردہ تھی۔ ضلع ٹنڈو محمد خان کی یونین کونسل شیخ بھرکیو کی خچر نہر میں پانی کم تھا کیونکہ اس شاخ سے جاگیرادروں نے اپنی زمینوں

میں قائم واٹر کورسوں میں پانی روک لیا تھا تا کہ چھوٹے کسانوں کی زمینوں طرف پانی نہ جائے۔ جاگیرداروں کی جانب سے پانی روکے جانے پر کسانوں نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کردیا جس پر تاحال کوئی کاروائی عمل میں نہیں آئی۔ جاگیرداروں نے مقدمے کے ردعمل میں نہر کو تین ماہ کے لیے بند کروا دیا۔ لوگوں نے بہت منت کی لیکن ان جاگیرداروں نے ایک نہ سنی۔

پھر نہر میں پانی کی بندش کے نتیجے میں نہ پینے کے لیے پانی تھا نہ ہی مال مویشیوں کے لیے۔ چھوٹے کسانوں کی فصلیں سوکھ گئیں۔ مال مویشی پانی کی قلت کی وجہ سے مرنے لگے تو کسانوں نے آدھی قیمت پر مویشی بیچ کر شہروں کا رخ کیا۔ چھوٹے کسان تباہ حال تھے لیکن جاگیرداروں کے ٹیوب ویل چلتے رہتے تھے۔ جب اگست، 2016 میں کیس ختم ہوا تو بھی حکومت نے کوئی کارروائی نہیں کی الٹا کیس پر اٹھنے والے اخراجات نے کسانوں کو تباہ کردیا۔ جب کیس ختم ہوا تو جاگیرداروں نے ایک شرط رکھی کہ وہ اپنے واٹر کورس کے آخر پر دو فٹ دھکہ (ریگولیٹر) بنوائیں گے۔ مجبوراً کسانوں نے اس شرط کو قبول کیا جس کے بعد نہر کو کھولا گیا۔ پانی آتے ہی لوگوں کا نیا جنم ہوا، خیرات بانٹی گئی اور ہر طرف عید جیسا سماں تھا۔ تین ماہ شیخ بھرکیو کے عوام جس آفت میں مبتلا رہے وہ قدرتی نہیں ہوتی ایسا ظلم تو انسان ہی کرتے ہیں۔

## ٹنڈو محمد خان میں باغات کی بوائی (پوکھائی)

تحریر: اللہ ڈنو

ضلع ٹنڈو محمد خان، سندھ میں ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ ضلع میں ہزاروں ایکڑ پر کیلے اور آم کے باغات کی بڑی تیزی سے پوکھائی (کاشت) ہورہی ہے۔ جن کسانوں کو پہلے پانچ سے چھ ایکڑ زمین آدھے (حصے) پر کاشت کے لیے دی جاتی تھی آج انہیں صرف دو ایکڑ زمین دی جاتی ہے۔ علاقے کے جاگیردار کسانوں سے زمین چھین کر اس پر کیلے اور آم کے باغات لگا رہے ہیں اور کئی کسانوں کو تو اب ایک ایکڑ بھی زمین نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے وہ بیروزگار اور مجبور ہوکر شہر کی طرف جارہے ہیں۔ پہلے جب زمیندار کسانوں کو آدھے پر 5 سے 6 ایکڑ زمین دیتا تھا تو کسان اپنی خوراک کے لیے گندم بھی لگاتا تھا اور جانوروں کے لیے چارہ بھی اگاتا تھا مگر اب دو ایکڑ زمین پر کسان گندم لگائے یا چارہ جس سے نہ وہ اپنا پیٹ بھر سکتا ہے نہ اپنے جانوروں کا۔ ایک یا دو ایکڑ زمین سے کسان کے لیے ایک سال کا گندم بھی حاصل نہیں ہوتا، وہ چارہ کیسے لگا سکتا ہے۔ اسی لیے کسان اپنے مال مویشی بیچنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ آمدنی کم ہونے کے نتیجے میں کسان قرض لینے پر مجبور ہوگئے ہیں جسے وہ زندگی بھر نہیں چکا پاتے اور ان کی اولادیں بھی اسی قرض میں جکڑی رہتی ہیں اور جاگیر دار کی غلامی میں زندگی گزار دیتی ہیں۔ یہ کسان اپنی خودمختاری کے لیے سوچتے بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں جاگیرداری نظام مضبوط ہورہا ہے اور غریب کسان اور بھی کمزور ہوتے جارہے ہیں۔ ضلع میں کسان زمین سے تو محروم ہو ہی رہے ہیں مزید ظلم یہ کہ یہاں 200 ایکڑ زمین پر کیلے یا آم کے باغات لگائے گئے ہیں جن کی رکھوالی پر بھی کسانوں کو رکھنے کے بجائے جاگیرداروں نے باہر سے مزدور رکھے ہیں پہلے جس زمین سے 30 کسانوں کے گھر چلتے تھے وہاں اب صرف پانچ مزدور کام کرتے ہیں یعنی 25 کسان بیروزگار ہوگئے۔

ان باغات میں کیڑے مار ادویات کا شدید اسپرے ہورہا ہے جس کی وجہ سے باغات میں پرندوں اور دیگر جانداروں کی نسلیں بھی ختم ہورہی ہیں۔ ایک طرف تو کسان کے پاس زمین نہیں رہی دوسری طرف جو جانور وہ پالتے تھے ان سے بھی محروم ہورہے ہیں۔ جانور گھاس کھا کر بیمار ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ یہاں بہت سے کسان مزدور بے روزگار ہیں اس کے باوجود باغات میں سے پھل توڑنے کے لیے مزدور باہر سے لائے جاتے ہیں۔ آم کے باغات کے لیے ملتان سے مزدور آتے ہیں اسی طرح کیلے کی فصل کے لیے بھی مزدور باہر سے ہی لائے جاتے ہیں۔ زمیندار کبھی نہیں چاہتا کے مقامی کسانوں اور مزدوروں کو روزگار ملے اور وہ اپنی ضرورتیں پوری کریں۔

خوراک، رہائش، صحت وتعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور ہر کسان اور مزدور کو یہ حق چاہیے۔ ہم کسان مزدور بھی اس دھرتی کا حصہ ہیں لیکن ہمیں ہمارا حق نہیں مل رہا۔ پیٹ بھر خوراک تو نہیں مل رہی پر ہم کسانوں کو اور بھی بہت مسائل درپیش ہیں۔ زمین سے محرومی کے نتیجے میں اب ایک آدمی کماتا ہے تو چھ کھانے والے ہوتے ہیں۔ کسان مزدور بچوں کے کپڑے تک نہیں خرید پاتے اور مزید یہ کہ اب بیماریاں بھی بہت بڑھ گئی ہیں۔ بے روزگاری زیادہ ہونی کی وجہ سے اکثر کسان زندگی سے ہار مان لیتے ہیں اور زہر پی کر اپنی جان دے دیتے ہیں۔ کسان تو دنیا سے چلا جاتا ہے پر ان کی اولادیں اور بھی مصیبتوں میں پڑ جاتی ہیں۔ ایسے واقعات بڑھتے جارہے ہیں۔ جاگیردار کے خلاف کوئی کچھ نہیں کہتا۔ کسان اگر کچھ بول بھی دے تو اس سے وہ دو ایکڑ زمین بھی چھین لی جاتی ہے اور اسے مزدوری پر بھی نہیں رکھا جاتا۔ اسی لیے جاگیردار مزید طاقتور ہوگیا ہے اور کسان کے حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔

## نادرن بائی پاس منصوبہ، پشاور

تحریر: آصف خان

پشاور میں پاکستان کسان مزدور تحریک کے علم میں یہ بات آئی کہ نادرن بائی پاس کے نام سے علاقے میں ایک سڑک بنائی جارہی ہے جو افغانستان تک جائے گی۔

یہ سڑک ان علاقوں سے گزر رہی ہے جس کے درمیان میں زرعی زمین اور رہائشی زمین بھی ہے۔ اس سلسلے میں پی کے ایم ٹی ہری پور کے رکن آصف خان نے پشاور میں پی کے ایم ٹی کے ساتھیوں کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرکے نادرن بائی پاس سے متعلق معلومات اکھٹی کیں جس سے بہت سے کسان متاثر ہورہے ہیں۔

مقامی لوگوں کے مطابق ''زمین پہ اس سڑک کی نشاندہی تقریباً تین سال پہلے ہوئی تھی۔ نقشے اور نشانات کی روح سے یہ سڑک خالی زمینوں سے گزرنی تھی لیکن اب کہا جا رہا ہے کہ مکانات بھی اس سڑک کی زد میں آئیں گے اور رہائشیوں کو گھر خالی کرنے پڑینگے۔ ہمیں سازش کے تحت یہاں سے نکالا جا رہا ہے۔ ہم یہاں 70 سے 80 سال سے آباد ہیں اور ایک جاگیردار کی زمین پر کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ رہائشی زمین بھی اسی جاگیردار کی ہے جس پر مکانات ہم نے خود بنائے ہیں۔ ہم کسی صورت اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے جب تک حکومت ملکیتی بنیاد پر متبادل گھر بنا کر نہیں دیتی''۔

حاصل کردہ معلومات کے مطابق نادرن بائی پاس پشاور سے کابل، افغانستان تک جائے گی اور کہا جارہا ہے کہ یہ سڑک سی پیک کا بھی حصہ ہوگی اور ترکمانستان، آزربائیجان تک جائے گی۔ اس سڑک کی چوڑائی 200 فٹ ہے جس سے پانچ سے چھ گاؤں متاثر ہونگے۔ متاثرہ دیہات میں تاج محمد گڑھی، گڑھی حبیب، گڑھی بجاز، چولی بالا، باجوڑ اور خیال گاؤں کے کچھ گھر بھی شامل ہیں۔ اس سڑک منصوبے سے تقریباً 60 سے 70 گھرانے متاثر ہوں گے جن میں 25 سے 30 گھرانے ایسے ہیں جن کی زمین اپنی نہیں، جاگیردار کی ہے اور 7 سے 10 گھر ایسے ہیں جن کی زمین اپنی ہے اور اس سڑک کی وجہ سے مسمار کیے جانے کا خدشہ ہے۔

مقامی لوگوں نے بتایا کہ متاثرہ ساری زمین زرعی ہے اور بہت زرخیز بھی ہے اور اسی زمین پر ان کے گھر بھی ہیں۔ انہیں ابھی زمین یا گھر خالی کرنے کے لیے سرکاری نوٹس نہیں ملا ہے، البتہ سرکاری انجینئر نے بتایا ہے کہ ان کی زمین اور گھر اس سڑک کے درمیان آرہے ہیں جو ان سے خالی کرالیے جائیں گے۔ منڈی میں اس زمین کی قیمت 35 سے 40 ہزار روپے فی مرلہ ہے۔ ان کی زمین کی کیا قیمت لگائی جارہی ہے انہیں اس کا بھی علم نہیں ہے۔ گاؤں گڑھی بجاز کے 80 فیصد لوگ جاگیردار کی زمین پر کسان مزدور ہیں جنہوں نے اپنے گھر اسی زمین پر بنا رکھے ہیں اور گاؤں کے 70 فیصد گھر کچے ہیں۔ مقامی لوگوں نے اب تک زمین کے اس مسئلے پر کوئی مزاحمت نہیں کی ہے اور نہ ہی اپنے علاقے کے کسی سیاسی نمائندے کے پاس مدد کے لیے گئے ہیں۔ اس علاقے کے سیاسی نمائندوں میں پیپلز پارٹی کے نورعالم خان، طماش خان، مسلم لیگ ن کے ارباب وسیم حیات، تحریک انصاف کے موجودہ رکن قومی اسمبلی ساجد نواز، ضلعی ممبر فردوس خان اور ٹاؤن ممبر تجمل خان شامل ہیں۔ اس علاقے کے وہ کسان مزدور جنہوں نے اپنے گھر خود بنائے ہیں ان کے پاس گھروں کی ملکیت کا کوئی ثبوت یا کاغذات نہیں ہیں، صرف کچھ لوگوں کے بجلی کے میٹر ان کے نام پر ہیں۔

کسانوں کا مطالبہ ہے کہ وہ تین نسلوں سے اس زمین پر آباد ہیں اور ان کے پاس سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں ہے لہذا ان سے یہ زمین اور گھر لیے جارہے ہیں تو حکومت انہیں ملکیتی بنیاد پر گھر بنا کر دے۔ کسانوں کو خدشہ ہے کہ گھروں کا معاوضہ رہائشیوں کے بجائے زمین مالکان کو دیا جائے گا۔ زمین مالکان نے کسانوں کو کہا بھی ہے کہ وہ گھروں کا معاوضہ انہیں لینے دیں، وہ کسانوں کو کسی اور جگہ گھر بنا کر کر دے دیں گے۔ ایک مقامی کسان کا کہنا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے اور ان کے ساتھ سازش ہے۔ ''یہ بنجر زمین تھی، ہمیں یہاں آباد ہوئے 100 سال ہوگئے ہیں۔ ہم نے بہت محنت سے اس زمین کو آباد کیا ہے، زرخیز بنایا ہے اس لیے ہمیں ہمارا حق ملنا چاہیے''۔

پی کے ایم ٹی ارکان متاثرہ کسانوں کو کہا کہ وہ بااعتماد افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں جو اس مسئلے کے حل کے لیے، اگر کوئی مزاحمت کرنی ہے تو حکمت عملی بنائیں اور کمیٹی ارکان پر مختلف ذمہ داریاں عائد کریں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کسان اتفاق پیدا کریں، سب ایک ہوجائیں تو کسانوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کسانوں نے ہی اپنے مسئلے کے حل کے لیے کھڑا ہونا ہے باہر سے آکر کوئی ان کے لیے کھڑا نہیں ہوگا۔ پی کے ایم ٹی کی طرف سے کسانوں کو ہر ممکن مدد حاصل ہوگی۔ پی کے ایم ٹی کوئی این جی او نہیں ہے اور اس کے پاس کوئی منصوبہ یا سرمایہ بھی نہیں ہے۔ یہ کسانوں کی تنظیم ہے اس کے اراکین بھی آپ ہی کی طرح کے کسان ہیں۔ کوئی پیسے والا یا بڑا زمیندار اس تحریک کا رکن نہیں ہے اور نہ ہی بن سکتا ہے۔ پشاور کے کسان متحد ہوکر اپنے حق کے لیے آواز اٹھائیں گے تو پی کے ایم ٹی کی طرف سے بھی ہر ضلع میں کسانوں کے حق کے لیے آواز اٹھے گی۔

مقامی کسانوں نے اتفاق کیا کہ جن دیہات کی زمین اس سڑک کی زد میں آرہی ہے وہ ان کی مشاورت سے ایک کمیٹی بنائیں گے جو اس مسئلے کے حوالے سے کام کرے گی۔ ابھی اس زمین کی نشاندہی (ایوارڈ) ہونے والی ہے جس بعد معلوم ہوسکے گا کہ زمین کی کیا قیمت لگائی جائے گی۔ اس کے بعد کسان مشورہ کرینگے کہ کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے۔ اجلاس کے شرکاء نے فیصلہ کیا کہ متاثرہ دیہات کے کسانوں کو جمع کرکے ایک جرگہ منعقد کیا جائے گا جس میں کمیٹی بنائی جائے گی۔

## فصل کو بیماری اور حشرات سے بچانے کا ایک روایتی نسخہ

سیف اللہ خان

کسان آج کل زیادہ پیداوار کے حصول کی خاطر فصلوں کو لگنے والی مختلف بیماریوں

کے علاج کے لیے ملکی اور بین الاقوامی کمپنیوں کی تیار کردہ مہنگی زہریلی ادویات کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ زہر نہ صرف فصلوں، انسانوں اور ماحول کے لیے تباہ کن ثابت ہوتا ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور خوراک بشمول پانی بھی آلودہ ہوتا ہے۔ بلکہ اسی سے کسان کی پیداواری لاگت میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے اس کی آمدنی بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ ان زہریلی ادویات سے بچاؤ پہلے کی طرح اب بھی زہر کے بغیر ممکن ہے۔ کسانوں کو چاہیے کہ اپنی فصلوں کو کیڑوں اور دیگر بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے قدرتی جڑی بوٹیوں کا استعمال کریں جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور فصلیں ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتی تھیں۔ ہمیں ایسے طریقے اپنانے چاہیے جو ہماری صحت اور ماحول کے تحفظ کے ضامن ہیں۔ اسی طرح کا ایک طریقہ نیچے بتایا جارہا ہے۔

**طریقہ استعمال:**

100 گرام اسنجہ ایک کپڑے میں باندھ کر کھیت سیراب کرتے وقت پانی میں رکھ دیں جو آہستہ آہستہ حل ہوکر فصلوں میں جذب ہوجاتی ہے۔ اسنجہ کے استعمال سے فصل پر کیڑا حملہ نہیں کرتا ہے اور فصل کو اسپرے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ فصل پر اس کے اچھے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ پھل دار درختوں کے لیے اسنجہ کو پانی میں حل کر کے اس کی جڑوں میں ڈالا جائے تو درخت پھل بھی اچھا دے گا اور اس میں بیماری کا خطرہ بھی کم ہوگا۔ آج کل ہمارے علاقے لوئر دیر میں انار کے پودوں میں بیماری ہے۔ انار کے دانے ٹھیک نہیں ہوتے اور پتے گر جاتے ہیں اور انار بھی ٹوٹ کر زمین پر گر جاتے ہیں۔ اگر اسنجہ کو پانی میں ملا کر انار کی جڑوں میں ڈالا جائے تو سارا سال زہریلے اسپرے کی ضرورت ہوتی اور نہ ہی انار کے پتے گرتے ہیں۔ مزید یہ کہ پھل بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔

## کسان بی ٹی کپاس کو مسترد کرتے ہیں (پریس ریلیز)

31 اگست، 2016

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے ملک میں جینیاتی کپاس کے فروغ کے خلاف لاہور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے کسانوں نے شرکت کی۔ احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے جنرل سیکریٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے کہا کہ حکومت شعبہ زراعت پر ملکی اور بین الاقوامی بیج کمپنیوں کی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے متواتر کسان دشمن قوانین نافذ اور پیش کررہی ہے۔ ملک میں جینیاتی بیجوں کے فروغ کے لیے سیڈ ایکٹ کے بعد پلانٹ بریڈرز رائٹس بل پیش کردیا گیا ہے جس کا مقصد بین الاقوامی بیج کمپنیوں کے ذہنی ملکیتی حقوق کا تحفظ کرنا ہے تاکہ جینیاتی کپاس کے بیج کی فروخت کو قانونی تحفظ دیا جاسکے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک سمجھتی ہے کہ بیج پر کسان کا حق ہے اور اسے ہی اس کے کاروبار، اسے محفوظ کرنے اور تبادلہ کرنے کا اختیار ہے نہ کہ بیج کمپنیوں کو جو پیداوار میں اضافے کے نام پر جینیاتی بیج اور اس کے لوازمات فروخت کرکے بھاری منافع سمیٹ رہی ہیں جبکہ کسان ہر فصل پر بیج خریدنے کے لیے بھاری قیمت تو چکاتا ہی ہے ساتھ کھاد اور زہریلی ادویات کی مد میں دیسی بیج کے مقابلے کہیں زیادہ اخراجات بھی ادا کرتا ہے۔ نتیجے میں کسان اپنی محنت بھی وصول نہیں کرپاتا جبکہ بیج اور دیگر مداخل فروخت کرنے والی کمپنیاں خوب پھل پھول رہی ہیں۔ ملک میں بی ٹی کپاس کے فروغ سے گندم جیسی غذائی فصل کے زیر کاشت

رقبے میں کمی ہوتی ہے کیونکہ بی ٹی کپاس فروری میں کاشت کی جاتی ہے یعنی دوسری فصل اکتوبر میں لگائی جاسکتی ہے جبکہ پنجاب میں گندم کی بوائی جنوری میں کی جاتی ہے۔

پی کے ایم ٹی کے نیشنل کوآرڈینٹر راجہ مجیب کا کہنا تھا کہ پاکستان میں بی ٹی کپاس کا بیج غیر قانونی طریقے سے درآمد کیا گیا جسے 2010 میں پنجاب سیڈ کونسل نے باقائدہ منظوری دی۔ جینیاتی کپاس کے بیج میں شامل کیا جانے والا زہریلا مواد بیکیلس تھرنجینسس (bacillus thuringiensis) کپاس کی فصل پر حملہ کرنے والے کیڑوں کے علاوہ ماحول دوست کیڑوں کے خاتمے کی بھی وجہ بنتا ہے۔ بی ٹی کپاس پر استعمال کی جانے والی نباتات کش زہریلی دوا راونڈ اپ ریڈی میں شامل کیمیکل گلائفوسیٹ کو عالمی ادارہ صحت کے تحقیقی ادارے انٹرنیشنل ایجنسی فار ریسرچ آن کینسر (IARC) نے مضر صحت قرار دیتے ہوئے واضح طور پر کہا ہے کہ ''یہ باعث کینسر ہے''۔ یہی زہر کپاس کے بیج سے تیار کردہ کھل، جو مویشیوں کی اہم خوراک ہے، میں شامل ہوکر مویشیوں میں مختلف بیماریوں کی وجہ بنتا ہے اور انسانی غذا میں بھی شامل ہوجاتا ہے۔ جینیاتی کپاس پر استعمال کیے جانے والے زہر اور کھاد کی غیر معمولی مقدار کا استعمال زیر زمین اور سطح پر پانی کے ذخائر آلودہ کرنے کا سبب بھی بن رہا ہے۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کے کوآرڈینٹر ظہور جوئیہ نے اس موقع پر کہا کہ پاکستان میں جینیاتی ٹیکنالوجی اپنے ابتدائی مراحل میں ہے اور بڑے پیمانے پر تجرباتی کاشت کے بغیر اسے فروغ دینا نہ صرف مجرمانہ عمل ہے بلکہ عالمی قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ دنیا بھر میں جینیاتی ٹیکنالوجی پر شدید تحفظات پائے جاتے ہیں اور کئی ترقی یافتہ ممالک جن میں یورپی ممالک بھی شامل ہیں جینیاتی ٹیکنالوجی پر پابندی عائد کر رکھی ہے جبکہ پاکستان میں جہاں اس ٹیکنالوجی کو پرکھنے کے لیے درکار مکمل وسائل بھی نہیں وہاں جینیاتی فصلوں کو فروغ دینا ملکی ماحول اور حیاتیاتی تنوع اور غذائی تحفظ کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔ حکومت ملک میں بی ٹی کپاس پر بیماریوں کے حملے کی وجہ کو غیر معیاری بیج کی فروخت قرار دیتی ہے اور مصر ہے کہ بیج اگر تصدیق شدہ ہو تو فصل محفوظ رہتی ہے حالانکہ بھارت میں بھی گزشتہ سال پاکستان کی طرح کپاس پر گلابی سنڈی کا حملہ ہوا جس نے کپاس کی پیداوار کو بری طرح متاثر کیا جبکہ وہاں بیج خود مونسانٹو اپنی ذیلی کمپنی کے ذریعے فروخت کررہی ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک مطالبہ کرتی ہے کہ ملک میں بین الاقوامی کمپنیوں کے مفاد میں جینیاتی فصلوں کو فروغ دینے کے بجائے جینیاتی ٹیکنالوجی پر پابندی عائد کرکے ملکی جینیاتی وسائل، ماحول، حیاتیاتی تنوع اور کسانوں کے بیج کے حق کو تحفظ دیا جائے۔

## بھوک کا عالمی دن (پریس ریلیز)

16 اکتوبر، 2016

اقوام متحدہ کا عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (ایف اے او) گزشتہ 70 سال سے 16 اکتوبر کو ''خوراک کا عالمی دن'' منارہا ہے۔ اس سال خوراک کے عالمی دن کے حوالے سے ایف اے او کا نعرہ ہے'' موسم تبدیل ہورہا ہے؛ خوراک و زراعت کو بھی تبدیل ہونا چاہیے''۔

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی دنیا کی دیگر کسان تحریکوں اور تنظیموں ایشین پیزنٹ کولیشن (اے پی سی) اور پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹورک (پین اے پی) کے ساتھ خوراک کے عالمی دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر مناتی ہے۔ پی کے ایم ٹی نے بھوک کے عالمی دن کی مناسبت سے ہری پور، خیبر پختون خوا میں احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا گیا جس میں چھوٹے اور بے زمین کسان اور مزدوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کے صوبائی کوآرڈینٹر طارق محمود کا کہنا تھا کہ پاکستان گندم، چاول اور دودھ پیدا کرنے والے دنیا کے بڑے ممالک میں شامل ہے اس کے باوجود آزاد منڈی، کارپوریٹ فارمنگ اور ترقیاتی منصوبوں کے نام پر زرعی زمینوں پر قبضے جیسی بدترین سرمایہ دارانہ پالیسیوں کے نتیجے میں ملک کی تقریباً آدھی آبادی غذائی کمی کا شکار ہے۔ برآمدی معیشت کے اصول پر کاربند سرمایہ داروں کی حکومت ملک میں گندم کے ضرورت سے زائد ذخائر کو برآمد کرنے کے لیے عوامی خزانے سے اربوں روپے کی زرتلافی دے رہی ہے لیکن تھرپارکر اور اس جیسے پسماندہ ترین اضلاع میں آج بھی بچے بھوک، غذائی کمی اور طبی سہولیات نہ ہونے کہ وجہ سے دم توڑ رہے ہیں۔

پی کے ایم ٹی کے رکن فیاض احمد نے اس موقع پر کہا کہ دنیا بھر میں خوراک کا نام نہاد عالمی دن'' موسم تبدیل ہورہا ہے؛ خوراک و زراعت کو بھی تبدیل ہونا چاہیے'' کے نعرے کے تحت منایا جارہا ہے۔ سرمایہ دار عالمی ادارے موسمی تبدیلی سے ہونے والے مسائل کا حل بھی عالمی زرعی کمپنیوں کے تجویز کردہ بیج، زرعی ادویات، کھاد اور جینیاتی ٹیکنالوجی سے ہی کررہے ہیں جو خود موسمی تبدیلیوں اور ماحول کی بربادی کی ایک وجہ ہے۔ کارپوریٹ فارمنگ سمیت بین الاقوامی کمپنیوں کا زرعی شعبے میں بڑھتا ہوا کردار کسانوں کو بھوک اور غربت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ کمپنیوں کے بیج اور دیگر مہنگے مداخل کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت اور گرتی ہوئی اجناس کی قیمتیں کسانوں کو زراعت چھوڑنے پر مجبور کررہی ہیں جو کسی طور ملک سے بھوک اور غربت کا خاتمہ کرنے میں معاون نہیں ہوسکتیں۔

احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی خیبر پختون خوا

کے دیگر رہنماؤں نے کہا کہ ملک میں بھوک اور غربت کے اس عفریت کو زمین کی ملکیت اور دیگر پیداواری وسائل پر کسانوں کو اختیار دے کر ہی ختم کیا جاسکتا ہے۔حکومت کی جانب سے ہری پور، ہزارہ میں اقتصادی راہداری اور فری ٹریڈ زون جیسے منصوبوں کے لیے دہائیوں سے آباد کسانوں کی ان کی زمینوں سے بیدخلی صوبے میں بھوک اور غربت میں اضافے کا سبب بنے گی۔ پاکستان کسان مزدور تحریک مطالبہ کرتی ہے کہ کسانوں میں زرعی زمین منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر تقسیم کی جائے اور زرعی شعبے پر بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کی اجارہ داری کا خاتمہ کرکے کسانوں کو بیج کا حق دیا جائے جو بلاشبہ کسان آبادیوں اور قومی غذائی تحفظ و خودمختاری کا ضامن ہے۔ موسمی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے خوراک کی خودمختاری کے اصولوں کو اپناتے ہوئے پائیدار زراعت (ایگروایکولوجی) کو فروغ دیا جائے۔

## پلانٹ بریڈرز رائٹس بل: کسان دشمن قانون (پریس ریلیز)

12 اگست، 2016

9 اگست کو قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے پلانٹ بریڈرز رائٹس بل 2016 کی منظوری دیدی ہے۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے کابینہ ڈویژن پہلے ہی اس بل کا مسودہ منظور کرچکی ہے جسے اب قومی اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔

بیج کے ترمیمی قانون کی طرح پلانٹ بریڈرز رائٹس بل بھی عالمی تجارتی ادارہ (WTO) کے ذہنی ملکیت کے ٹرپس معاہدے پر عملدرآمد کا تسلسل ہے جس میں حکومت نئے پودوں یا بیج کی اقسام پر ملکیتی حقوق دینے کی پابند ہے۔ پلانٹ بریڈرز رائٹس بل پودوں یا بیج پر ذہنی ملکیتی حقوق رکھنے والوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور ملکیتی حقوق رکھنے والے کی اجازت کے بغیر اس کے استعمال اور فروخت کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ پلانٹ بریڈرز رائٹس پیٹنٹ سسٹم یا ملکیتی حقوق کی طرح ہی ہوتا ہے جس میں سوئی جینرز سسٹم کی بنیاد پر پودوں یا بیج پر ذہنی ملکیتی حقوق رکھنے والے کو ہر اس ملک میں جہاں وہ اس کا تجارتی استعمال کرنا چاہتا ہو، پودوں یا بیج کی اقسام پر قانونی تحفظ حاصل کرنے کے لیے پلانٹ بریڈرز رائٹس کے قانون کی ضرورت پڑتی ہے۔

پلانٹ بریڈرز رائٹس بل کے ذریعے کسانوں سے بیج محفوظ کرنے، تبادلہ کرنے اور اسے فروخت کرنے کا اختیار چھینا جارہا ہے جو ان کی صدیوں پرانی میراث اور حق ہے۔ بیج پر ملکی اور غیرملکی کمپنیوں کے اختیار کے نتیجے میں ایک طرف تو ملکی غذائی تحفظ اور خودمختاری کمپنیوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی دوسری طرف غیرملکی کمپنیوں کو بیج پر رائیلٹی ملنے کی صورت میں بیج کی قیمت میں اضافہ ہوگا جبکہ کسان پہلے سے ہی زرعی مداخل کی بڑھتی اور منڈی میں پیداوار کی گھٹتی قیمتوں کی وجہ سے بدحال ہے۔ مذکورہ بل کی منظوری کسانوں پر مزید ظلم کرنے کے مترادف ہے جس کا نتیجہ زرعی شعبے سے کسانوں کے انخلاء میں تیزی اور غربت و بھوک کی شدت میں اضافے کی صورت میں ابھرے گا۔

بیج ایک زندہ شئے ہے جس میں کمپنیاں جینیاتی تبدیلی کرکے تجارتی

شئے اور اپنی ذہنی ملکیت قرار دے کر قابض ہورہی ہیں جو کہ سراسر غیر اخلاقی اور مجرمانہ عمل ہے۔ اسی بنیاد پر دنیا بھر میں کسان تنظیمیں بیج میں جنیاتی تبدیلی اور ذہنی ملکیتی حقوق کی سخت مخالفت کرتی آرہی ہیں۔ جینیاتی ٹیکنالوجی کے صحت اور ماحول پر پڑنے والے انتہائی مضر اثرات اب واضح ہوچکے ہیں اسی لیے کئی ترقی یافتہ اور یورپی ممالک میں جینیاتی فصلوں پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ وتحقیق کے کچھ ارکان نے واضح طور پر اس بل کی منظوری پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ ان ارکان کے مطابق مجوزہ قانون کی رو سے وزارت موسمی تبدیلی کے ماتحت نیشنل بائیوسیفٹی کمیٹی کو جینیاتی مواد پر سند جاری کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کہ اس طرح کے معاملات میں مہارت نہیں رکھتی۔ پاکستان میں جینیاتی فصلوں پر کوئی باضابطہ تحقیق اور اس کے اثرات کا جائزہ نہیں لیا گیا جو خود بین الاقوامی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

روٹس فار ایکوٹی اور ملک بھر میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں پر مشتمل پاکستان کسان مزدور تحریک (PKMT) پلانٹ بریڈرز رائٹس بل کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہے اور پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ زرعی شعبے سے غیر ملکی بیج کمپنیوں کا کردار ختم کیا جائے اور اس شعبے سے متعلق قانون سازی اور فیصلہ سازی میں کسان تنظیموں کو شامل کیا جائے۔

## دیہی عورتوں کا عالمی دن (پریس ریلیز)

15 اکتوبر، 2016

2008 میں پہلی دفعہ 15 اکتوبر کو ''دیہی عورتوں کا عالمی دن'' قرار دیا گیا۔ اس دن کو 16 اکتوبر خوراک کے عالمی دن سے جوڑا گیا تاکہ خوراک کی پیداوار میں دیہی عورتوں کے اہم کردار کو اجاگر کیا جاسکے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی نے پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک کے ساتھ مل کر دیہی عورتوں کے عالمی دن کی مناسبت سے سکھر میں ایک مظاہرے کا اہتمام کیا۔ مظاہرے میں سندھ کے کئی اضلاع سے دیہی مزدور عورتوں نے شرکت کی۔ پی کے ایم ٹی نے یہ مظاہرہ کسان مزدور عورتوں کے ساتھ ہونے والے استحصال اور مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے کیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ پاکستان کے زرعی شعبے میں کام کرنے والے مزدوروں میں عورتوں کا تناسب 74 فیصد ہے جو کپاس، گندم، گنا، اور چاول جیسی اہم فصلوں کی کٹائی، چنائی، بوائی اور دیگر کام کرتی ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی کی جاری تحقیق کے مطابق سندھ اور پنجاب میں کپاس چننے والی عورتیں 200 سے 300 روپے فی من اور گنا، گندم کی کٹائی کرنے والی کسان عورتیں 100 سے 150 یومیہ اجرت پر آٹھ سے دس گھنٹے سخت سردی ہو یا گرمی صنفی امتیاز سے تعفن زدہ ماحول میں کام کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ کہنا ہرگز غلط نہ ہوگا کہ ملکی برآمدات جو کثیر زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ ہوتی ہیں ان دیہی مزدور عورتوں کی مرہون منت ہے۔

ثناء شریف کا کہنا تھا کہ کپاس چننے والی پانچ لاکھ مزدور عورتوں کے خون پسینے سے پروان چڑھنے والی اربوں ڈالر کی کپڑے کی صنعت کو سرمایہ دار حکومت ٹیکس سے مستثنی قرار دیتی ہے لیکن ان مزدور عورتوں کے حقوق اور بہبود کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی جاتی۔ پی کے ایم ٹی کی کسان مزدور لیڈر سینت بھیل اور حفیظاں کا کہنا تھا کہ دیہی مزدور عورتوں کی بڑی تعداد صنفی بنیاد پر کم اجرت جیسے استحصال کا شکار ہوکر بھوک، غربت، ناخواندگی جیسے مسائل کی شکار ہیں۔ مزدور عورت گھنٹوں کھیتوں میں جھلسا دینے والی گرمی میں پاکستانی عوام کی خوراک کے لیے گندم اور چاول کاٹ کر دیتی ہے لیکن اس کے گھر کے چولہے ٹھنڈے رہتے ہیں۔ اس موقع پر پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار راجہ مجیب کا کہنا تھا کہ نیشنل

نیوٹریشن سروے کی 2013 میں جاری ہونے والی آخری رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 50.4 فیصد عورتیں خون کی کمی، 41.3 فیصد وٹامن اے کی کمی، 66.8 فیصد وٹامن ڈی کی کمی کا شکار ہیں جبکہ صنفی امتیاز کا خاتمہ کرنے اور عورتوں کو بااختیار بنانے کے حوالے سے پاکستان دنیا کے 145 ممالک میں 144 نمبر پر ہے۔ ہائبرڈ اور جینیاتی فصلوں پر مشتمل طریقہ پیداوار ماحول کو آلودہ، کسانوں کو منڈی کا محتاج تو بناہی رہا ہے فصلوں پر کام کرنے والی مزدور عورتوں کی زندگیوں کو بھی شدید خطرات میں مبتلا کررہا ہے۔ گنا، گندم کی کٹائی اور کپاس کی چنائی کرنے والی عورتیں فصلوں پر استعمال کی جانے والی زہریلی ادویات اور کیمیائی کھاد سے خارش، دمہ، سانس اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہورہی ہیں۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے رابطہ کار علی نواز جلبانی کا کہنا تھا کہ ملک سے بھوک اور غربت کے خاتمے کے لیے لازمی ہے کہ ذرائع پیداوار مثلاً زمین اور بیج پر کسانوں کا اختیار ہو نہ کہ عالمی زرعی کمپنیوں کا۔ پاکستان کسان مزدور تحریک دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر مطالبہ کرتی ہے کہ زرعی شعبے سے کارپوریٹ فارمنگ اور بین الاقوامی کمپنیوں کا کردار ختم کرکے زمین کسان مرد وعورتوں میں منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر تقسیم کی جائے۔ خوراک کی خودمختاری کے نظریئے کو اپناتے ہوئے پائیدار زراعت (ایگرو ایکولوجی) کو فروغ دیا جائے جس کے ذریعے غربت، بھوک، غذائی کمی اور صنفی امتیاز کا خاتمہ اور قومی غذائی تحفظ کا حصول ممکن ہے۔

## بیج بینک 2015-16

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان میں حکومتی سرپرستی میں جاری صنعتی زراعت کا فروغ ملک میں نہ صرف چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو زراعت چھوڑنے اور شہروں کی طرف نقل مکانی پر مجبور کررہا ہے بلکہ ملکی خوراک کی خودمختاری اور غذائی تحفظ غیرملکی کمپنیوں کے ہاتھ دینے کے مترادف ہے۔ اس صنعتی طریقہ زراعت نے منافع کے حصول کے لیے کسانوں کو ان کے روایتی بیجوں سے محروم کرکے ہائبرڈ اور جینیاتی بیج کو فروغ دے کر نہ صرف زہرآلود خوراک کو ہماری زندگی میں شامل کیا بلکہ ماحولیاتی نظام کو بھی تہہ و بالا کردیا ہے جس کے نتائج موسمی تبدیلی، بھوک، غربت، غذائی کمی اپنے عروج پر ہے۔

روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک پائیدار زراعت اور زرعی ماحولیاتی طریقہ کار کے تحت روایتی بیجوں کے تحفظ اور انہیں بڑھانے کے لیے کوشاں ہے۔ پی کے ایم ٹی کے کارکنوں نے اس سال ملک کے تین صوبوں میں گندم کا بیج بڑھانے کے لیے بیج بینک قائم کیے۔ مجموعی طور پر تینوں صوبوں میں 29 بیج بینک قائم کیے گئے جن میں سے 19 سندھ میں، 9 پنجاب میں اور ایک بیج بینک کے پی کے میں قائم کیا گیا۔ تمام بیج بینکوں میں گندم کی 3 سے 5 اقسام کاشت کی گئیں۔ سندھ میں ٹنڈو محمد خان، بدین، خیرپور، شکارپور اور گھوٹکی اور پنجاب میں ملتان، راجن پور، ساہیوال اور اوکاڑہ کے اضلاع میں یہ بیج بینک قائم کیے گئے ہیں۔

پی کے ایم ٹی مرکزی کور گروپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سال بیج بینک لگانے والے کسانوں کی فصلوں کی جانچ پڑتال اور کسانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ اس سلسلے میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی جس میں ہرصوبے سے تین بہترین بیج بینک کا انتخاب کیا گیا۔ بیج بینک کے انتخاب کے لیے ٹیم میں روٹس کے ارکان کے علاوہ پی کے ایم ٹی ضلع خیرپور کے رکن غلام جعفر، گھوٹکی کے رحیم گبول، ٹنڈو محمد خان کی جمنی، راجن پور کے یسین احمد بھی شامل تھے۔ ٹیم نے فصل کی جانچ اور کسان کی سیاسی سمجھ بوجھ کو پرکھنے کے لیے ایک سوالنامہ ترتیب دیا جس کی بنیاد پر

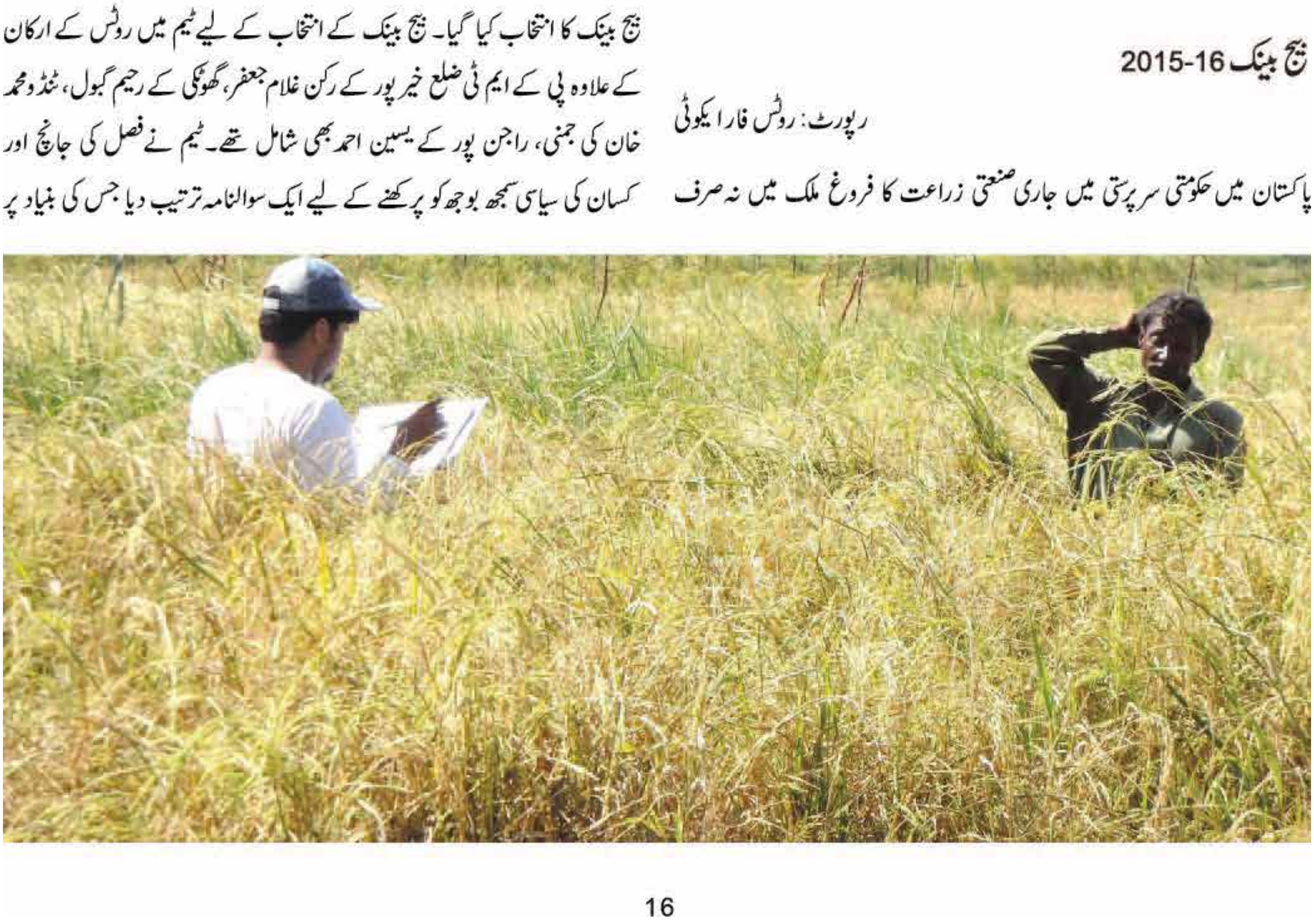

سندھ اور پنجاب سے تین تین بیج بینک منتخب کیے گئے۔ کے پی کے میں صرف ایک بیج بینک قائم ہے اس لیے وہاں سے کسی کو منتخب نہیں کیا جاسکا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے لاہور میں منعقد کیے گئے نویں سالانہ اجلاس کے موقع پر منتخب کیے گئے کسانوں کو اعزازی شیلڈ اور 5,000 روپے نقد انعام دیا گیا۔ اعزازات کے لیے منتخب کیے گئے کسانوں میں ضلع خیر پور، سندھ کے شہزادو اور محمد عظیم، ضلع گھوٹکی، سندھ کے رحیم گبول، ضلع اوکاڑہ، پنجاب کے محمد یار، ضلع راجن پور، پنجاب کے یسین ہمدانی اور عبدالغفار شامل ہیں۔

## پی کے ایم ٹی کے سبکدوش ہونے والے مرکزی اور صوبائی رابطہ کاروں کے تاثرات

راجہ مجیب، سابق مرکزی رابطہ کار، پی کے ایم ٹی

میں پاکستان کسان مزدور تحریک کے ساتھیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے پی کے ایم ٹی کی جدوجہد میں ہروقت بھرپور ساتھ دیا جس کے نتیجے میں کسانوں کے مسائل کو عوام اور اونچے ایوانوں تک پہنچانے میں آسانی ہوئی۔ مرکزی رابطہ کار کی حیثیت سے کام کے دوران ساتھیوں کا اعتماد بے زمین اور چھوٹے کسانوں کے حقوق کی جدوجہد میں میرے حوصلے بلند کرتا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے پی کی ایم ٹی کی جدوجہد سے جاگیرداری ختم ہوگی اور اس ملک کے اصل وارث کسان مزدور ایک دن یکجا ہوکر اس ملک پر راج کریں گے۔

طارق محمود، سابق صوبائی رابطہ کار کے پی کے، پی کے ایم ٹی

جب ہم تحریک کی بات کرتے ہیں تو ہمیں تحریک کے بارے میں سمجھنا بہت ضروری ہے۔ میں نے جواب تک سیکھا ہے اس سے میری دانست کے مطابق لفظ تحریک اپنے اندر ایک لائحہ عمل رکھتا ہے۔

ت یعنی تعلیم: مسلسل سیاسی تعلیم کا حصول
ح یعنی حقوق: حقوق کی جدوجہد
ر یعنی رابطہ: مربوط رابطہ کاری
ی یعنی یکجہتی: باہمی یکجہتی
ک یعنی کوشش: مسلسل کوشش

تحریک سے مراد ہے سیاسی تعلیم کے حصول کے ذریعے حقوق کے حصول کی مزاحمتی جدوجہد جو مربوط رابطہ کاری، باہمی یکجہتی اور انتھک اور مسلسل کوششوں سے ممکن ہے۔ گو کہ یہ ایک کٹھن اور طویل راستہ ہے جس میں اتار چڑھاؤ بھی آتے ہیں پھر بھی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تحریک میں کامیابی نا ممکن نہیں۔ پاکستان کسان مزدور تحریک میں شمولیت سے پہلے بہت سی مراعات اور حقوق کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں

کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا، تاہم پی کے ایم ٹی میں نہ صرف بہت کچھ سیکھنے کو ملا بلکہ منفرد رویوں اور کام کا اندازہ ہوا۔ یہ ایک منفرد اور متحرک تحریک ہے جو چھوٹے اور بے زمین کسانوں اور مزدوروں کا منظم پلیٹ فارم ہے، جو مزاحمتی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ اس نظریہ کو سمجھنے میں کچھ وقت لگا مگر ڈاکٹر عذرا طلعت سعید، ولی حیدر اور پاکستان کسان مزدور تحریک کے دوستوں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی سے اپنی ذات اور اردگرد میں بہت سے تبدیلیاں محسوس کی۔ گو کہ اس تبدیلی سے کئی پرانی وابستگیاں ختم ہوئیں اور کئی دوستوں سے تعلقات متاثر ہوئے مگر بہت سے نئے نظریاتی دوست ملے۔ ترقی کا نظریہ ہی بدل گیا۔ وہ پیمانے بدلے اور وہ آنکھ بدل گئی جو ترقی کا تجزیہ کسی اور انداز سے کرتی ہے۔ مگر اب سیکھنے اور سمجھنے کا یہ عمل جاری ہے۔ شاید دوستوں کی یہی کاوشیں تھیں جنہوں نے پی کے ایم ٹی کو ہری پور کا ہراول دستہ بنا دیا۔ بحیثیت صوبائی رابطہ کار کے پی کے نے کہا کہ میرا انتخاب میرے دوستوں کا بہت بڑا اعتماد تھا جبکہ ذاتی مصروفیات میرے کام میں آڑے آتی

رہیں اور مطلوبہ معیار کے مطابق کام نہ ہوسکا، مگر میری کوشش اور خواہش رہی اور ہوگی کہ پی کے ایم ٹی کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے۔ اس موقع پر میں اپنے صوبائی کور کے ممبران، ضلعی ممبران، نیشنل کور کے ممبران اور بلخصوص ایگزیکٹو باڈی کا مشکور ہوں جنھوں نے لحمہ بہ لحمہ میری حوصلہ افزائی کی ایک منفرد اپنائیت اور چاہت سے میری عزت افزائی کرتے رہے۔ میری خواہش ہے کہ پی کے ایم ٹی کی نئی لیڈر شپ ایک نئے جذبے اور ولولے سے اس تحریک کو آگے بڑھائے اور یہ تحریک بہت جلد اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوجائے۔ پی کے ایم ٹی زندہ باد!

ظہور جوئیہ، سابق صوبائی رابطہ کار پنجاب، پی کے ایم ٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک کے ایک کارکن کی حیثیت سے 2008 کے آخر میں عوامی سیاست کا آغاز کیا اور اس تحریک کے ساتھ جڑ کر معلوم ہوا کہ کس طرح سے سرمایہ دارانہ نظام نے پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ہم اور ہمارے جیسے تیسری دنیا کے دیگر ممالک کی حکومتیں بھی ان طاقتور کمپنیوں کی گرفت میں ہوتی ہیں اور من چاہی پالیسیاں بنواتی ہیں تاکہ غریب اور پسماندہ طبقات کا استحصال کرسکیں۔ تیسری دنیا کی حکومتیں کسانوں کے ساتھ ہر دور میں زیادتیاں کرتی رہی ہیں اور ہمارے حکمرانوں نے کسان اور کسان آبادیوں کو ہمیشہ اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ ان حالات میں پی کے ایم ٹی نے ملک بھر کے کسانوں کو یکجا اور سیاسی طور پر منظم کرنے کیلئے اپنی کاوششیں شروع کیں۔ پی کے ایم ٹی کے دوستوں نے مجھے دو مرتبہ پنجاب کا رابطہ کار منتخب کیا اور میں نے ہر لحاظ سے کوشش کی کہ تحریک کے مقاصد کو خود بھی سمجھوں اور کسانوں کو منظم کرنے کے لئے اہم کردار ادا کرسکوں۔

## پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر، 2016)

پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ جڑت کو بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ روایتی زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے لیے کسان آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے عمل میں ہے تاکہ کسان آبادیوں کے لیے حکومتی اور عالمی پالیسیوں کے بارے میں آگہی اور حقوق کی جدوجہد کے لیے تیار کیا جاسکے۔ جولائی تا دسمبر، 2016 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

## عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت کے تحت سیشن منعقد کیے گئے جس میں صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان میں دو گھوٹکی میں دو سیشن منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کے ضلع ملتان میں دو، ساہیوال میں تین، اوکاڑہ میں ایک اور راجن پور میں چار سیشن منعقد ہوئے۔ صوبہ کے پی کے میں ضلع مانسہرہ، ہری پور، پشاور میں دو دو اور لوئر دیر میں تین سیشن منعقد ہوا۔

## صوبائی اجلاس

صوبہ کے پی کے کا چوتھا صوبائی اجلاس 22 جولائی کو لوئر دیر، خیبر پختونخواہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا مقصد صوبائی سطح پر ممبران کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 6 میں ملاحظہ فرمائیں۔

## پاکستان میں جینیاتی فصلوں کے فروغ کے خلاف احتجاجی ریلی

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے ملک میں جینیاتی کپاس کے فروغ کے خلاف 31 اگست، 2016 کو لاہور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے کسانوں نے شرکت کی۔ پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی دنیا کی دیگر کسان تحریکوں اور تنظیموں ایشین پیزنٹ کولیشن (اے پی سی) اور پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹورک (پین اے پی) کے ساتھ خوراک کے عالمی دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر مناتی ہے۔ پی کے ایم ٹی نے بھوک کے عالمی دن کی مناسبت سے ہری پور، خیبر پختون خوا میں احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا گیا جس میں چھوٹے اور بے زمین کسان اور مزدوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ پریس ریلز صفحہ 12

میں درج ہے۔

## پلانٹ بریڈرز رائٹ بل کے خلاف مظاہرہ (پریس ریلیز)

پلانٹ بریڈرز رائٹس بل کے ذریعے کسانوں سے بیج محفوظ کرنے، تبادلہ کرنے اور اسے فروخت کرنے کا اختیار چھینا جارہا ہے جو ان کی صدیوں پرانی میراث اور حق ہے۔ بیج پر ملکی اور غیرملکی کمپنیوں کے اختیار کے نتیجے میں ایک طرف تو ملکی غذائی تحفظ اور خودمختاری کمپنیوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی۔ 12 اگست، 2016 کو سکھر پریس کلب میں پریس کانفرنس کیا۔ خوراک کے عالمی دن کے مناسبت میں 16 اکتوبر، 2016 کو ملتان پریس کلب میں پریس کانفرنس کا انعقاد کیا۔ ملک سے بھوک، غربت، صنفی امتیاز کے خاتمے کے لیے پاکستان کسان مزدور تحریک مطالبہ کرتی ہے کہ زرعی شعبے سے غیرملکی کمپنیوں کی اجارہ داری کا خاتمہ کرکے زرعی زمینیں کسان مرد وعورتوں میں منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر تقسیم کی جائیں۔ اس کے علاوہ زرعی مزدوروں خصوصاً عورتوں کو رسمی شعبہ کے طور پرتسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ بہتر روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ پریس ریلز صفحہ 14 میں درج ہے۔

## دیہی عورتوں کا عالمی دن

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر سندھ کے ضلع خیرپور کے گاؤں لونگ سومرو میں ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا جس میں سندھ کے مختلف اضلاع سے پاکستان کسان مزدور تحریک کی ممبران عورت اور مزدوروں کے علاوہ کئی کسان مزدور عورتوں نے شرکت کی۔ اس دن کو منانے کا مقصد، زراعت و دیہی ترقی، خوراک کی پیداوار میں اضافے اور دیہی سطح پر غربت کے خاتمے میں دیہی عورت کے کردار کو اجاگر کرنا ہے۔ اس سے دن کے ساتھ ہی دیہی عورتوں کے خوراک کی پیداوار، دیہی ترقی اور غربت میں کمی کے حوالے سے دیہی عورتوں کے کردار کی اہمیت کو پھیلانا ہے۔ جلسے میں 70 عورتوں نے شرکت کی۔ اس حوالے سے پریس ریلیز صفحہ 15 میں ملاحظہ فرمائیں۔

# کسان میلہ: ثقافتی رنگ میں دیسی کھانوں کی نمائش

پائیدار زراعت اور غذائیت سے بھرپور غذا کے فروغ کے سلسلے میں روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی کے تحت ایک نمائش کا اہتمام 3 دسمبر، 2016 کو لاہور میں کیا گیا۔ نمائش میں رکھے گئے کھانے روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی کے پائیدار زراعت منصوبے کے تحت چلائے جانے والے ٹرائل فارم سے حاصل کردہ دیسی بیجوں سے تیار کیے گئے تھے۔ اس سرگرمی کا مقصد پائیدار طریقہ زراعت و دیسی طریقے سے تیار کردہ کھانوں کا ذائقہ چکھنا اور پورے پاکستان سے آنے والے شہری اور دیہی مہمانوں بشمول پی کے ایم ٹی کے ممبران کے لیے اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا، دیسی و پائیدار طریقہ زراعت کی طرف راغب کرنا اور زہر اور کیمیائی اشیاء سے پاک صحت مند غذا کا فروغ تھا۔ مہمانوں کو دیسی گندم اور دیسی چاول کی مختلف اقسام، دیسی مکھن، اچار اور سالن چکھنے کے لیے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مہمانوں نے اس حوالے سے اپنے خیالات کا بھی اظہار کیا۔ مہمانوں نے اس سرگرمی میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے اسے سراہا۔ پی کے ایم ٹی کے کسانوں نے پائیدار طریقہ زراعت پر مبنی کاشت کاری کو آگے بڑھانے کا عزم کیا۔ میلے کے آخر میں روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے پی کے ایم ٹی کے چند کسانوں کو گندم اور چاول کے پانچ پانچ کلو کے تھیلے تحفتاً پیش کیے گئے۔

## پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

### تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالاتر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خودمختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔